حیدرآبادی اردو کا سماجی و لسانی مطالعہ

مقالہ برائے

پی ایچ۔ڈی (اردو)

مقالہ نگار

رضیہ بیگم

ایم۔اے،ایم۔فل

نگران کار

پروفیسر مظفر علی شہ میری

صدر شعبۂ اردو

یونیورسٹی آف حیدرآباد

شعبۂ اردو، اسکول آف ہیومانیٹیز

یونیورسٹی آف حیدرآباد، حیدرآباد۔

جون 2015ء

فہرست

			صفحہ نمبر
پیش لفظ			3
باب اول	:	حیدرآباد کا جغرافیہ اور لسانی تاریخ	8
باب دوم	:	حیدرآبادی اردو کا سماجی مطالعہ	21
باب سوم	:	حیدرآبادی اردو کا لسانی مطالعہ	66
باب چہارم	:	اختتامیہ	157
کتابیات			164

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا بار ہا شکرادا کرتی ہوں کہ آج میرا پی ایچ ۔ڈی کا مقالہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ چوں کہ مجھے تکنیکی موضوعات سے دلچسپی ہے اور میں نے اپنا ایم ۔فل کا مقالہ لسانیات کے موضوع بہ عنوان ''اردو لسانیات کے مقالات ومضامین کا وضاحتی اشاریہ'' تحریر کیا تھا، مجھے لسانیات کے علم سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ چناں چہ مجھے لسانیات ہی سے متعلق کسی موضوع کی تلاش تھی، ایک ایسا موضوع جس پر پی ایچ۔ڈی کا مقالہ لکھا جاسکے

میرا تعلق شہر حیدرآباد سے ہے۔ جہاں مختلف علاقوں، تہذیبوں، مذاہب اور کئی زبانوں کے بولنے والے باشندے بستے ہیں، اس میل جول کی وجہ سے یہاں کی قدیم دکنی اردو نے بدلتے وقت کے ساتھ اپنے کئی رنگ بدلے۔ موجودہ دور میں جو دکنی اردو بولی جاتی ہے وہ قدیم دکنی سے بڑی حدتک مختلف ہوچکی ہے اور اپنا ایک الگ رنگ اختیار کرچکی ہے۔ جسے حیدرآبادی معاشرے میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ میں اپنے استادمحترم پروفیسر مظفرعلی شہ میری کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے میرے لیے اس زبان سے متعلق ایک دلچسپ موضوع تجویز کیا اور وہ موضوع تھا ''حیدرآبادی اردو کا سماجی ولسانی مطالعہ'' اس موضوع کے تحت شہر حیدرآباد میں بولی جانے والی اردو زبان کا سماجی ولسانی مطالعہ ایک مخصوص سلسلہ وار طریقہ سے کیا گیا ہے۔

مقالہ کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے:

باب اول : حیدرآباد کا جغرافیہ اور لسانی تاریخ

باب دوم : حیدرآبادی اردو کا سماجی مطالعہ

باب سوم : حیدرآبادی اردو کا لسانی مطالعہ

اختتامیہ

مقالہ کے پہلے باب میں شہر حیدرآباد کا جغرافیہ بیان کرنے کے باوصف اس کے بانی، اس کے رقبہ اور آبادی وغیرہ کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف ادوار کی لسانی تاریخ بھی پیش کی گئی ہے تا کہ یہ اندازہ ہو جائے کہ کس کس عہد میں اردو زبان کو کس کس نوعیت کا فروغ حاصل ہوا یا اس کی ترقی کے راستے میں کس کس طرح کی اڑچنیں پیدا ہوئیں۔

دوسرے باب میں حیدرآبادی اردو کا سماجی مطالعہ زیر بحث ہے۔ جسے کچھ سوالوں کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے مثلاً یہ کہ حیدرآبادی اردو غیر اردو داں طبقے میں کتنی مقبول ہے؟ ماضی اور حال میں کیا فرق ہے؟ وہ آندھرا کی اردو سے کیوں کر الگ ہے؟ نیز اس پر انگریزی تعلیم کا کیا اثر پڑا ہے؟ یہاں کے لوک گیتوں کا حال اور مستقبل کیا ہے؟ اور خود حیدرآبادی اردو کا مستقبل کیا ہے؟ وغیرہ۔

تیسرے باب میں حیدرآبادی اردو کی لسانی خصوصیات کو پیش کیا گیا ہے جس میں شہر حیدرآباد میں بولی جانے والی اردو زبان کو لسانیات کی رو سے ہر زاویے سے جانچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً صوتیات، صرفیات، نحویات، معنیات وغیرہ۔ حیدرآبادی محاورے، ضرب الامثال، روزمرہ، مستعار ترجمے، تذکیر و تانیث کے علاوہ اس زبان پر دیگر زبانوں کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اختتامیہ میں اہم نکات کو اجاگر کیا گیا ہے تا کہ ایک نظر میں یہ پتہ چلے کہ ہماری تحقیق کا ماحصل کیا ہے۔

شکریہ کے فرائض میں سب سے پہلے میں اپنے والدین اور شوہر کا شکریہ ادا کرتی ہوں جن کی اجازت کے بغیر میں آج پی ایچ۔ڈی کا مقالہ داخل نہ کر پاتی۔ والدین نے پی ایچ۔ڈی میں داخلہ کی اجازت دی تو شوہر نے مقالہ داخل کرنے کی۔ میں دونوں کی شکر گزار رہوں۔

شعبہ اردو کے اساتذہ اکرام میں سب سے پہلے میں اپنے نگران کار اور شعبہ کے ہر دل عزیز استاد اور پروفیسر مظفر علی شہ میری کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے نہ صرف مجھے میرے پسندیدہ موضوع پر کام کرنے کی اجازت دی بلکہ میری تحقیق کو ہر قدم پر آسان سے آسان بناتے رہے۔آپ نے مجھے مشاہدہ کے ایک مخصوص طریقے کی مدد سے حیدرآبادی اردو کا کلی طور پر سماجی ولسانی مطالعہ کرنے کا طریقہ سکھایا جو میرے لیے بڑا کارآمد ثابت ہوا۔آپ نے تحقیق کے موضوع کے انتخاب سے لے کر آخری مرحلہ تک میرا بھرپور تعاون کیا جس کی وجہ سے تکمیلِ مقالہ کا پتہ بھی نہ چلا۔ میں پروفیسر خطیب مصطفیٰ، سابق صدر شعبہ لسانیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کی ممنون کرم ہوں جنھوں نے لسانیاتی مطالعے کے طریقے سکھائے۔

شعبہ اردو کے دیگر اساتذہ اکرام میں سابق صدور شعبہ پروفیسر محمد انوار الدین، پروفیسر محمد بیگ احساس، ڈاکٹر رضوانہ معین، ڈاکٹر حبیب نثار، ڈاکٹر میر محبوب حسین اور دیگر اساتذہ اکرام کی بھی ممنون و مشکور ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے ہمیشہ اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔

سینیر ریسرچ اسکالروں میں ڈاکٹر غوثیہ بانو، ڈاکٹر زرینہ خانم، ڈاکٹر محمد شفیع، ڈاکٹر آمنہ آفرین

اور سید جمال اللہ باشاہ حسینی کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ لوگوں نے میری رہنمائی کی۔

علاوہ ازیں میں اپنی دو سہیلیوں سمیہ تمکن اور بشیرالنساء کی بھی بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے دوران تحقیق میرا بھرپور تعاون کا۔

رضیہ بیگم

ایم۔اے، ایم۔فل

باب اول

حیدرآباد کا جغرافیہ اور لسانی تاریخ

شہر حیدرآباد کی بنیاد چار مینار کی تعمیر سے پڑتی ہے۔ خواجہ معین الدین عزمی اپنی کتاب ''حیدرآباد ماضی کے جھروکوں میں'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''شہر حیدرآباد کی تعمیر کی ابتدا چار مینار کا سنگ بنیاد ہے۔ ''یا حافظ'' (۱۰۰۰ھ) سے چار مینار یا شہر حیدرآباد کی تعمیر کے آغاز کی تاریخ نکلتی ہے ۔۔۔ تقریباً سات برس بعد تعمیر اختتام کو پہنچی۔ ''فرخندہ بنیاد'' (۱۰۰۷ھ م ۱۵۹۷ء) سے تعمیر کے اختتام کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔''[۱]

قطب شاہی سلطنت کے پانچویں حکمراں نے سال ۱۵۹۱ء میں شہر حیدرآباد کو بسایا تھا۔

شہر حیدرآباد مرکزی تلنگانہ میں واقع ہے اور اس کا علاقہ 260 کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ شہر دکن سطح مرتفع میں مضمر ہے اور سطح سمندر سے اوپر 536 میٹر کی اوسط اونچائی پر طلوع ہوتا ہے۔ حیدرآباد 17.366^0 شمال ارض بلد اور 78.476^0 مشرق طول بلد پر واقع ہے۔[۲]

شہر حیدرآباد کی آبادی میں بیش بہا اضافہ ہو رہا ہے۔ ۲۰۱۴ء میں حیدرآباد کی آبادی ۴۹۰،۴۶،۶۷،۸ تھی۔ ایک اندازے کے مطابق حیدرآباد میں رہنے والے لوگوں کی کل تعداد ۷.۸ ملین ہے۔ یہ ہندوستان کا چوتھا سب سے بڑا شہر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے کثیر لسانی ثقافت کے لیے بھی جانا جاتا ہے۔[۳]

حیدرآباد اور سکندرآباد جو حسین ساگر کے ذریعہ علاحدہ ہوتے ہیں انھیں Twin Cities کہا جاتا ہے۔ جو کہ ابراہیم قطب شاہ کے زمانے میں ۱۵۶۲ء میں بنایا گیا ہے۔[۴]

حیدرآباد کو موتیوں اور نظاموں کا شہر بھی کہا جاتا ہے یہاں زیادہ تر تلگو اور اردو زبانیں بولی جاتی ہیں حیدرآباد کو سافٹ ویر ٹکنالوجی کی صنعتوں کی وجہ سے بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور یہاں کی زبان اور فن تعمیر میں بھی اس کی ایک منفرد ثقافت کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔[۵]

بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد پانچ سلطنتیں، گولکنڈہ، بیجاپور، احمد نگر، برار اور بیدر وجود میں آئیں۔ ان سلطنتوں پر قطب شاہی، عادل شاہی، نظام شاہی، عماد شاہی اور برید شاہی حکمرانوں نے حکمرانی کی۔ ان پانچوں درباروں میں دکنی اردو کے ساتھ ساتھ فارسی اور عربی شاعری کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی۔ ذیل میں قطب شاہی سلطنت کے عہد میں عربی فارسی اور اردو کے فروغ کا تجزیہ کرنے کے باوصف آزادی کے بعد رونما ہونے والی تبدیلیوں کی بھی وضاحت کی جائے گی۔

سلطان قلی قطب الملک ۸۶۰ھ م ۱۴۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ یہ قطب شاہی سلطنت کے بانی تھے۔ گولکنڈہ میں قطب شاہی خاندان کا آغاز سولہویں صدی کی ابتدا میں ہوا اور ان کی حکومت ۱۵۱۸ء تا ۱۶۸۷ء تک قائم رہی۔ سلطان قلی ادب اور فن تعمیر کا دلدادہ تھے۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور لکھتے ہیں کہ سلطان قلی نے ایک محل ''آتش خانے'' کے نام سے تعمیر کروایا تھا، جہاں وہ شعرا سے ان کا کلام سنا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاعری اور ادب میں کتنی دلچسپی رکھتے تھے۔

سلطان قلی کے بعد ان کے بیٹے جمشید قلی ۱۵۴۳ء میں بادشاہ ہوئے۔ جنھوں نے سات سال تک حکمرانی کی۔ یہ بھی اپنے والد کی طرح ادب اور شاعری کے بہت بڑے مداح تھے۔ انھوں نے خود بھی

فارسی میں شاعری کی تھی۔ان کا اصلی نام ملا محمد شریف اور جمشید تخلص تھا۔

جمشید قلی کی موت کے بعد سبحان قلی کو تخت پر بٹھایا گیا۔ان کی حکمرانی صرف چھ مہینے رہی۔ سبحان قلی کے بعد ابراہیم قلی قطب شاہ نے وجیانگر سے لوٹتے ہی جہاں وہ سات سال سے جلا وطنی کی زندگی گزار رہے تھے،ان سے تخت وتاج حاصل کرلیا۔ جب ان کی حکومت کو استحکام حاصل ہوگیا تو اپنی ساری توجہ ادب اور زبان کے فروغ کے لیے لگا دی۔انھوں نے خاص طور پر تلگو زبان کی سرپرستی کی۔ یہ پہلے حکمران تھے جنھوں نے تلگو سیکھی۔تلگو کے علاوہ انھوں نے عربی،ترکی،دکنی اردو اور فارسی کی بھی حمایت کی۔ان کا دربار تلگو شاعروں کے علاوہ دکنی اور فارسی شعرا سے بھرا رہتا تھا۔دکنی اردو کو ان کے دور میں فروغ حاصل ہوا۔ان کے عہد میں دو عظیم دکنی اردو کے شاعر فیروز اور محمود پیدا ہوئے۔

ابراہیم قطب شاہ کی وفات کے بعد ان کے تیسرے بیٹے محمد قلی قطب شاہ (۹۸۸ھ م ۱۵۸۰ء تا ۱۰۲۰ھ م ۱۶۱۱ء) ان کے جانشین ہوئے۔محمد قلی قطب شاہ نے شہر حیدرآباد بسایا۔ یہ ایک طاقت ور بادشاہ ہونے کے علاوہ اردو ادب کے پہلے صاحب دیوان شاعر بھی تھے۔محمد قلی قطب شاہ نے اکیس (۲۱) سال تک پرُ امن حکمرانی کی۔ ہارون خاں شیروانی کے مطابق محمد قلی قطب شاہ کے عہد نے اردو کے فروغ کو ایک نئے سنگ میل کی پہچان دی۔[۶]

محمد قلی قطب شاہ کی شاعری سادہ لیکن شیریں زبان میں لکھی گئی ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عہد میں دکنی اردو اپنی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔ دوسرے شعرا بھی اپنے خیالات کو اس کے دربار میں پیش کرنے میں آسانی محسوس کرتے تھے۔ یہ وہ وقت تھا۔ جب دکنی اردو میں فارسی شاعری سے استعارے اور تشبیہات اخذ کیے جارہے تھے اور قواعد وغیرہ کی بھی تشکیل ہو رہی تھی اس ضمن میں کئی

فقرے، محاورے، صفات، اسماء، ضمائر اور کئی مخلوط جملے بھی فارسی سے حاصل کیے جا رہے تھے۔

محمد قلی قطب شاہ نے مختلف موضوعات پر نظمیں لکھی ہیں۔ ان کی یہاں حب الوطنی کے علاوہ ہندوستانی موسموں، پھولوں، پھلوں، عہدوں، تہواروں، مہینوں وغیرہ پر عام فہم اور سادہ زبان میں نظمیں ملتی ہیں۔ اس کا اثر دوسرے شاعروں پر بھی پڑا اور انھوں نے بھی ان موضوعات پر خامہ فرسائی کی۔

قلی قطب شاہ نے دکنی خوش خطی میں ایک کتبہ لکھا تھا۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے مطابق ''حضور نظام کا نسخہ گولکنڈے کے شاہی کتب خانہ کے لیے اعلیٰ درجہ کی بڑی تختی کے کاغذ پر لکھوایا گیا تھا۔ اس میں (۱۸۰۰) صفحات ہیں۔'' ے

ان تمام وضاحتوں سے واضح ہوتا ہے کہ قلی قطب شاہ نے دکنی اردو کی ترقی میں اہم رول ادا کیا۔

اسد اللہ وجہی دبستان گولکنڈہ کے ایک عظیم شاعر اور نثر نگار گزرے ہیں۔ ان کی مثنوی قطب مشتری دکنی اردو کی شاہ کار مثنوی ہے۔ جو ۱۰۱۸ء میں مکمل ہوئی۔ شاعر نے اس میں قلی قطب شاہ اور اس کی محبوبہ کے پیار کی داستان کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب اپنے دور کی تہذیب کی آئینہ دار بھی ہے۔

وجہی کی دوسری کتاب ''سب رس'' ہے۔ بنیادی طور پر اس کتاب کا موضوع تصوف ہے جسے مجازی قصہ کی طرح پیش کیا گیا ہے۔ اس کے کردار، دل، دماغ، نظر، پیار اور جسم کے دیگر اعضا ہیں۔ اس کتاب کی روح فارسی ادب اور جسم دکنی اردو ہے۔ بلاشبہ صوفی لفظ عربی سے ہے۔ لہذا یہ کتاب تینوں زبانوں کا مجموعہ ہے۔

اس عہد کے ایک اور عظیم شاعر غواصی نے قلی قطب شاہ کے دور میں شہرت پائی۔ اس کو بیجاپور کا سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ اس کی دو مثنویاں سیف الملوک و بدیع الجمال اور طوطی نامہ نے بہت شہرت پائی۔

محمد قلی قطب شاہ کی وفات کے بعد ان کے بھتیجے اور داماد یعنی محمد قطب شاہ تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ وہ ایک امن پسند بادشاہ تھے۔ انھوں نے کم عمری یعنی ۳۴ سال کی عمر میں ۱۴ سال کی حکمرانی کے بعد ۱۶۲۶ء میں وفات پائی۔

محمد قطب شاہ علم و ہنر کے دلدادہ تھے۔ انھوں نے علم و ادب میں مہارت حاصل کی اور آہستہ آہستہ علم و ادب کی کئی شاخوں میں ماہر ہوگئے۔ وہ میر مومن کے زیر اثر تھے۔ فارسی شعر و ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے فارسی میں خاصی تعداد میں کتابیں تحریر کی تھیں۔ اس کے علاوہ محمد قطب شاہ کے دور میں انھوں نے کئی عربی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔

محمد قطب شاہ کے بیٹے عبداللہ قطب شاہ ۱۰۳۵ھ کو تخت نشین ہوئے۔ یہ اردو اور فارسی کے شاعر اور ماہر موسیقی تھے ان کے عہد میں علم و فضل اور شعر و سخن کی بہت قدر و منزلت کی گئی۔

قطب شاہی سلاطین اور ان کے عہد کے شعرا کا کلام تہذیب و معاشرت کی ترجمانی کے علاوہ تاریخ کے گوشوں کو بھی روشن کرتا ہے۔ اس سلسلے میں خواجہ معین الدین عزمی رقم طراز ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''عبداللہ قطب شاہ اور اس عہد کے شہرہ آفاق فارسی اور دکنی شعرا نے بادشاہوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ محلات اور تقریبات پر اپنے قلم کی جولانیاں اور زور بیان کی گہر افشانیاں دکھا کر داد و تحسین، انعام و اکرام اور خطابات حاصل کیے۔ جن کا بیش تر کلام شائع ہو چکا ہے جو تہذیب و معاشرت کی ترجمانی کے باوصف تاریخ کے گوشوں کو بھی اجاگر کرتا ہے۔'' ۸؎

عبداللہ قطب شاہ کے دور میں کئی عظیم شاعروں نے دکنی اردو میں طبع آزمائی کی جن میں قطبیؔ، جنیدیؔ، ابن نشاطیؔ، میراں یعقوبؔ اور طبعیؔ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

قطبی اس دور کے نامور شاعروں میں سے تھا۔اس نے دکنی اردو میں ایک کتاب ۱۶۳۴ء میں ''تحفتاً نسائی'' کے نام سے ترجمہ کیا۔ان کی دکنی اردو اس دور کی ترقی یافتہ زبان تھی۔ادب اور خیالات و احساسات کے اظہار کے لحاظ سے یہ زبان وار زیادہ بہتر ہوتی گئی۔

جنیدی نے ایک مثنوی ''ماہ پیکر'' کے عنوان سے لکھی اس۔اس کے دو مخطوطے کلکتہ میں موجود ہیں ایک امپیریل لائبریری اور دوسرا ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری میں۔اس کی دکنی اردو خالص، صاف اور اس کی تحریروں میں ضبط تھا۔یہ واضح طور پر دکنی اردو کی ترقی یافتہ زبان ہے۔

ابن نشاطی، عبداللہ قطب شاہ کی سرکار کا ایک معزز عہدیدار تھا۔یہ بنیادی طور پر ایک نثر نگار تھا۔ لیکن اپنی مثنوی ''پھول بن'' کے نام سے جانا جاتا ہے جو کہ ایک فارسی کتاب ''بساطین'' کا ترجمہ ہے۔ اس نے اس کتاب کو تین مہینوں میں مکمل کیا۔ یہ ۱۷۰۰ مطلعوں پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں قوی احساسات اور کئی تشبیہات، استعارات، تمثیل اور تجسیم کا استعمال کیا گیا ہے۔ جہاں تک زبان کی روانی کا تعلق ہے پروفیسر آغا حیدر حسن نے پھول بن کو نصرتی کی ''گلشن عشق'' پر ترجیح دی ہے۔9

میراں یعقوبؔ نے ایک کتاب میں جس کا عنوان ''شمیع الاتیقہ'' تھا اس کا ترجمہ دکنی اردو میں فارسی سے کیا۔ یعقوبؔ نے اس کتاب کو بالترتیب اور سائنسی انداز میں تقسیم کر کے پیش کیا اس کام نے نثری ترجمہ کو ایک نئی وضع دی۔

طبعیؔ ایک ایسا شاعر تھا جس نے خود اپنی خصوصیات کو سراہا اور اعتراف کیا۔ طبعی سلطان عبداللہ قطب شاہ کے آخری دور اور بعد میں ابوالحسن تاناشاہ کا درباری شاعر ہوا۔اس کی مثنوی ''بہرام اور گل اندام'' دکنی اردو میں زمانہ وقت کی ایک غیر معمولی شاعری ہے۔اس کتاب کی ایک نقل برطانیہ کے میوزیم

میں موجود ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب نے شاعری کے اقدار میں تبدیلی لائی اور دکنی اردو کو ترقی دی۔

ابوالحسن تانا شاہ گولکنڈہ کے حکمرانوں میں آخری قطب شاہی حکمران تھا۔ جو ایک شاعر بھی تھا۔ بدقسمتی سے اس کی لکھی ہوئی زیادہ تر شاعری دستیاب نہ ہوسکی۔ محمد خلیل شطاری نے اس کی کچھ نظمیں حاصل کر کے اپنی کتاب ''بحرِ خلیل'' میں پیش کی ہیں۔ تانا شاہ کے عہد کے دکنی شاعروں نے دکنی اردو کو عام عوام کی زبان کی ہیئت دینے میں مدد کی۔ اس دور میں شاعری کا اہم موضوع تھا مرثیہ، نوحہ، جو کہ کربلا کے شہدا کے لیے لکھا گیا۔ اس دور کے شاعروں نے کربلا کے شہداء کا پیغام شاعری کے ذریعہ عام آدمی تک پہنچایا جس کا خالص نتیجہ یہ ہوا کہ دکنی اردو عام آدمی کی زبان بن گئی۔

فیضی ایک پیشہ ور شاعر نہ تھے دوسرے شاعروں کی طرح انھوں نے کسی طرح اپنے آپ کو ادب میں اس قابل بنالیا کہ شاعری لکھنا شروع کی۔ اپنی سخت کاوشوں سے انھوں نے تاریخ میں اپنی جگہ بنائی۔ فیض نے ایک طویل فارسی نظم کا دکنی میں ترجمہ کیا۔ جو کہ ۲۵۰۰ سطروں پر مشتمل ہے۔ ہارون خان شیروانی کے مطابق اس کتاب میں جو طرزِ کلام اور لغت استعمال کی گئی ہے وہ جدید اردو سے بہت قریب تر ہے۔[۱۰]

غلام علی خاں لطیف سلطان عبداللہ قطب شاہ کے دور کے شاعر تھے۔ شاعری ان کا پیشہ نہیں تھا لیکن فنون لطیفہ اور شعر و ادب سے لگاؤ کی وجہ شاعری کیا کرتے تھے۔ انھوں نے ۵۵۰۰ اشعار ایک سال کے عرصے میں لکھے۔ ان کی مثنوی ''ظفر نامہ'' ۱۰۹۵ھ میں مکمل ہوئی۔

اس دور کے ایک اور شاعر نوری تھے ان کی شاعری آسان دکنی میں موجود ہے۔

ایک اور شاعر اولیاء نے ابوالحسن تانا شاہ کے دربار میں خوب عزت پائی ان کی مثنوی ''ابوشیماء'' ۱۹۹۰ء میں مکمل ہوئی۔ اس کتاب کی ایک نقل انڈیا آفس لندن اور دوسری سالار جنگ میوزیم حیدرآباد میں موجود ہے۔ ان کی شاعری سے عام دکنی اردو کی رغبت کا اظہار ہوتا ہے۔

اس وقت قطب شاہی دور کے عام حالات المناک دور سے گزر رہے تھے اس دور میں کچھ ایسے شعرا گزرے ہیں جنھوں نے مستقبل کے شاعروں کی راہ آسان کی۔ جیسے ولی اور سراج وغیرہ۔ ولی نے ۱۷۰۰ء میں دلی کا سفر کیا جو کہ ایک تاریخی سفر ثابت ہوا اور دکنی شاعری کو شمالی ہندوستان میں متعارف کروانے اور ہندوستانی زبان کو استعمال کر کے اپنے احساسات و خیالات کو ظاہر کرنے کے لیے راستہ دکھایا اور اس طرح اردو شاعری میں ایک نئے دور کی شروعات ہوئی۔

آصف جاہی خاندان کے بانی نواب میر قمرالدین خاں نظام الملک آصف جاہ تھے۔ ان کے جدِ اعلیٰ خواجہ عابد مغلیہ سلطنت میں منصب سے سرفراز ہوئے تھے۔ جب مغلیہ سلطنت کا چراغ ٹمٹمارہا تھا تب سلطنت کے مختلف صوبہ دار خود مختار ہو گئے تھے۔ اسی زمانے میں نظام الملک آصف جاہ اول نے بھی دکن میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ نواب میر عثمان علی خاں آصف سابع نے کتب خانہ آصفیہ قائم کیا تھا:

> ''کتب خانہ آصفیہ نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کی مساعی جمیلہ سے اٹھارہ سو اکیانوے (۱۸۹۱ء) میں قائم ہوا۔ اس وقت اس کی عمارت عابد روڈ پر تھی۔ موجودہ عمارت کی تکمیل انیس سو چھتیس عیسوی (۱۹۳۶ء) میں ہوئی اور نواب میر عثمان علی خاں آصف سابع نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کا افتتاح کیا۔''[۱۱]

نواب میر عثمان علی خاں کی بالغ نظری، علم پروری اور فراست جامعہ عثمانیہ کی بنیاد کا باعث بنی۔ جامعہ عثمانیہ کے قائم کرنے اور اس کی عمارت کی تعمیر کا آغاز مندرجہ ذیل اقتباس سے واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے:

''جامعہ عثمانیہ قائم کرنے کا خیال ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہی مختار الملک کے عہد وزارت میں پیدا ہو چکا تھا۔ دو تین بار تحریکیں بیدار ہوئیں لیکن عملی صورت اختیار نہ کر سکیں۔ مگر اس کی باضابطہ تعلیم کا آغاز ۷/ اگست ۱۹۱۹ء ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ سے ہوا۔ جامعہ عثمانیہ کی عمارت کے لیے جگہ کے انتخاب کی خاطر متعدد اراضیات کا معائنہ کیا گیا۔۔۔ بالآخر اتفاق آرا سے شوق انتخاب شہر سے دور اڈیکمیٹ لے گیا جہاں لق ودق میدان تھا۔ اس سرزمین پر جو کبھی اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ مہ لقا بائی چندا (۱۷۶۶ء۔۱۸۲۴ء) کی ملکیت تھی۔ یہیں سب سے پہلی دفعہ اردو زبان میں جملہ علوم وفنون کی عظیم تعلیمی مرکز کے ستون کھڑے ہونے لگے اور تعمیرات کا آغاز ہوا۔ اس دوران جامعہ کی تعلیم مختلف کرایہ کے مکانوں (عابڈز) میں عارضی طور پر ہوا کرتی تھی۔ اڈیکمیٹ کے پُر فضا مقام پر کلیہ فنون کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد آصف سابع نے بہ نفس نفیس افتتاح کیا اور وہاں کلاسیں ہونے لگیں۔'' [۱۲]

نواب میر عثمان علی خاں آصف سابع نے مولانا سید سلیمان ندوی کو جنھوں ن ے سیرۃ النبی کی تکمیل کا بابرکت کام کیا ہے انھیں ماہانہ دو سو روپے کلدار وظیفہ دو سال کے لیے جاری کیا تھا۔

دائرۃ المعارف مشرقی علوم کو زندہ کرنے اور نادر کتابوں کو عالم اسلام میں پھیلانے میں اہم اور نمایاں کام انجام دیا۔ اس کے بارے میں اس طرح کا اظہار خیال ملتا ہے:

''حیدرآباد کی علمی کاوشوں کا تیسرا میدان دائرۃ المعارف ہے جہاں سے قدیم مشرقی کتابیں چھپ کر شائع ہوتی ہیں۔۔۔اس کے ذریعہ سے بہت سی قدیم اور نادر کتابیں چھپ کر شائقین علم کے ہاتھوں تک پہنچی اور جنھوں نے نسیم بہار بن کر حیدرآباد کی علم دوستی کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلا دی۔''[۱۳]

مذکورہ تمام تفصیلات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قطب شاہی سلطنت ہو یا عہدہ آصف جاہی ہر دور میں علم و ادب کو فروغ دینے کے لیے خدمات انجام دی گئی تھیں۔اس سلسلے میں ان سلاطین نے نہ صرف شعرا و ادبا کی حوصلہ افزائی کی بلکہ مختلف کتب خانے اور جامعات کی تعمیر کروا کر اپنی علم پروری کے واضح نقوش بھی چھوڑے ہیں۔اس کے علاوہ آزادی کے بعد اور موجودہ دور میں بھی حیدرآباد میں اردو زبان و ادب کو فروغ دینے کے لیے کئی کامیاب کوششیں جاری و ساری ہیں۔

ہندوستان جب آزاد ہوا تو مملکت آصفیہ کی حکمرانی ختم ہو کر بھارت کا ایک حصہ بن گئی۔اس کے بعد دھیرے دھیرے زبان و ادب،تہذیب و معاشرت اور اطوار و اقدار میں نمایاں تبدیلیاں ہونے لگیں،جس کی وجہ سے اگلے زمانے کے بنیادی نقوش صفحۂ ہستی سے مٹنے لگے۔ہر چند آج بھی شہر حیدرآباد میں اگلے وقتوں کے کچھ تہذیبی آثار دکھائی دیتے ہیں مگر دھیرے دھیرے وہ بھی نابود ہوتے جا رہے ہیں۔

جہاں تک زبان کا تعلق ہے،اس میں بھی بڑی تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں۔آزادی سے پہلے دکنی اردو کو یہاں کی صف اول کی زبان کی حیثیت حاصل تھی اور اس کے بعد تلگو،مرہٹی اور کنڑی زبانوں کی اہمیت تھی۔آج اس صورت حال میں فرق آ گیا ہے۔مرہٹی اور کنڑ علاقوں کی تقسیم کے بعد ان کا اثر یہاں پر کم ہو گیا ہے۔جب کہ تلگو کو مرکزی مقام حاصل ہو گیا ہے۔ہر چند یہاں کی عوام دکنی اردو بولتی ہے مگر جو لوگ آندھرا کے علاقوں سے یہاں آ کر بس گئے ہیں وہ تلگو ہی بولنا پسند کرتے ہیں۔

انگریزوں کی آمد سے انگریزی زبان وتہذیب کے علاوہ انگریزی ادب نے ہندوستانی زبان و ادب پر شب خون مارا۔ ہر چند انگریزی ادب کی کئی اصناف اردو اور ہندوستان کی دیگر زبانوں میں رائج ہوگئیں مگر آج یہ صورت حال ہے کہ زبان کی سطح پر انگریزی اس قدر اثر انداز ہو رہی ہے کہ ہندوستانی زبانوں کی قواعدی صورت حال تک بگڑتی جارہی ہے۔ یہ اختصاص کسی ایک زبان کے ساتھ نہیں ہے، ہندوستان کی ہر زبان اس کے اثر میں آگئی ہے۔

شہر حیدرآباد کی تہذیب ومعاشرت کے علاوہ حیدرآبادی اردو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جب سے شہر حیدرآباد آئی ٹی کا مرکز بنتا جارہا ہے اور انجینئرنگ اور تکنالوجی کی کمپنیوں کا قیام عمل میں آرہا ہے، یہاں کی زبان پر بھی اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ علاوہ ازیں، اردو تعلیم بھی اس سے متاثر ہوئی ہے۔ شہر حیدرآباد کا ایک بڑا طبقہ اردو تعلیم سے محروم ہے۔ دکنی اردو گھروں اور بازاروں میں بولی جاتی ہے مگر اردو تعلیم کے نہ ہونے اور انگریزی تعلیم کے اثر انداز ہونے کی وجہ سے، اس میں انگریزی الفاظ بلکہ انگریزی قواعد تک داخل ہوگئے ہیں۔ اب دکنی اردو، اردو اور انگریزی کا ایک آمیزہ بن گئی ہے۔

دکنی اردو میں اب ادب تحریر نہیں کیا جاتا۔ پچھلی کچھ دہائیوں تک دکنی اردو کو مزاحیہ شاعری کی زبان کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اب بھی کہیں کہیں اس کی جھلکیاں دکھائی دے جاتی ہیں۔ مگر دکنی اردو کو سنجیدہ ادب کی تخلیق کے لیے استعمال نہیں کیا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی ترقی کے دروازے بند ہوگئے ہیں۔

چناں چہ حیدرآبادی اردو اب خالص دکنی اردو بن کر رہ گئی ہے۔ یہ اردو اور انگریزی کے ایک آمیزے کے طور پر ابھر رہی ہے۔ آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ حیدرآبادی اردو اپنی شناخت کو کس حد تک بچا کر رکھ سکے گی۔

حوالے :

۱۔ حیدرآباد ماضی کے جھروکوں میں از خواجہ معین الدین عزمی، ص:۱۳

۲۔ en.m.wikipedia.org

۳- www.indiaonlinepages.com

۴۔ www.hyderabadplanet.com

۵۔ beautifulcitiesoftheworld.blogspot.com

۶۔ بہ حوالہ Late Medieval Andhra Pradesh, AD-1324-1724، ص:۶۹۴

۷۔ اردو کے شہ پارے، محی الدین قادری زور، ص:۶۵

۸۔ حیدرآباد ماضی کے جھروکوں میں از خواجہ معین الدین عزمی، ص:۱۵

۹۔ دکن میں اردو، نصیر الدین ہاشمی، ص:۱۳۵

۱۰۔ بہ حوالہ Late Medieval Andhra Pradesh, AD-1324-1724، ص:۷۰۱

۱۱۔ ایضاً، ص:۱۸تا۱۹

۱۲۔ ایضاً، ص:۱۹

۱۳۔ ایضاً، ص:۲۰ تا ۲۱

باب دوم

حیدرآبادی اردو کا سماجی مطالعہ

زیر بحث باب میں حیدرآبادی اردو کی سماجی اہمیت کو اجاگر کیا جائے گا۔مثلاً حیدرآبادی اردو کی فی زمانہ سماجی اہمیت کیا ہے؟ کس طرح حیدرآبادی سماج حیدرآبادی اردو پر اثر انداز ہو رہا ہے اور حیدرآبادی اردو غیر اردوداں طبقے میں کتنی مقبول ہے؟ تلنگانہ اور آندھرا یائی لوگوں کی زبانوں میں کس طرح کا فرق پایا جاتا ہے؟ حیدرآبادی اردو پر انگریزی تعلیم کا کیا اثر پڑا ہے؟ حیدرآبادی لوک گیتوں میں رونما ہونے والی تبدیلیاں کیا کیا ہیں؟ علاوہ ازیں حیدرآبادی اردو کا ماضی کیا تھا، حال کیا ہے اور مستقبل کیا ہوگا وغیرہ جیسے نکات پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔

آگے بڑھنے سے بیشتر، یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ حیدرآباد میں ہر کوئی بہ آسانی اردو بول لیتا ہے۔اس میں مذہب اور علاقے کی کوئی قید نہیں ہے۔ جو یہاں چند سال زندگی گزار لیتا ہے وہ اس زبان کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔اس کی بڑی وجہ حیدرآباد کی سماجی ضروریات ہیں۔مثلاً کھانے پینے کا سامان، عید برات کے مواقع، تہواروں کے دن، دیڑھ دو ماہ چلنے والی قومی نمائش، یہاں کے دوکان داروں، تاجروں، آٹو والوں، درزیوں کے علاوہ کاریگروں جن کی بڑی تعداد حیدرآبادیوں کی ہے، جن کی معیت میں اجنبی سے اجنبی شخص بھی حیدرآبادی اردو اور اس کے میٹھے لب و لہجے سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔آیئے پہلے ہم یہاں کی تلگو پر حیدرآبادی اردو کے اثرات کا جائزہ لیں۔

شہر حیدرآباد میں حیدرآبادی اردو کے علاوہ جو زبان زیادہ تر گلی، محلے، ہاٹ بازار، لین دین کے لیے اور عوام الناس میں رائج ہے وہ تلگو زبان ہے ۔تلگو زبان استعمال کرنے والے افراد بھی حیدرآبادی اردو کے الفاظ اور جملے اپنی زبان میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ چلن اب کچھ کچھ کم ہوتا جا رہا ہے۔ ورنہ بیس پچیس برسوں پہلے معاملہ اس کے برعکس تھا۔تلگو میں اردو کے الفاظ اس کثرت سے استعمال ہوتے تھے کہ وہ بھی اردو ہی کا ایک علاقائی روپ نظر آتی تھی۔آج کی تلگو سے کچھ مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں جن میں اردو کے الفاظ شامل ہیں:

۱۔ ڈریس زبردست اُندی۔	(لباس زبردست ہے)
۲۔ پلاّ خطرناک اُندی۔	(لڑکی خطرناک ہے)
۳۔ ایندوکو پریشان چیتنا وَ۔	(کیوں پریشان کر رہے ہو)
۴۔ چورستہ لو راستہ روکو چیستنا رو۔	(چوراہے پر راستہ روکو کر رہے ہیں)
۵۔ نینو پلّی پوودانیکی تیار آیتُنا / آوتنا۔	(میں گاؤں جانے تیار ہو رہا ہوں)
۶۔ بینک لو ڈبّو لو جمع چیسی وستنا نو۔	(بینک میں روپے جمع کر کے آ رہا ہوں)
۷۔ میمو مااِلّو بدلا ئیچی نامو۔	(ہم اپنا گھر بدل رہے ہیں)
۸۔ چپّی ناماٹا سمجھ آ ئندہ؟	(کہی ہوئی بات سمجھ میں آئی کہ نہیں)
۹۔ امّائی نی بدنام چیپا کوڈ ردو۔	(لڑکی کو بدنام نہیں کرنا ہے)
۱۰۔ روڈ میدا بیٹھا ئینچی ایندوکو تماشا چیتناوَ۔	(سڑک پر بیٹھ کر کیوں تماشا کر رہے ہو)
۱۱۔ نخرالوا کوّا چے با کو۔	(زیادہ نخرے مت دکھا)

۱۲۔ اِلّو خالی اُندی۔ (گھر خالی ہے)

۱۳۔ اِلّوغلیظو چیسّارو۔ (گھر گندہ کررہے ہو)

۱۴۔ پلّا نازوکواُندی۔ (لڑکی نازک ہے)

۱۵۔ اے منیتی بیکار اُنڈو۔ (کوئی آدمی بیکار نہیں ہوتا)

۱۶۔ روڈ میدا موریکی صاف چیستنّارو۔ (سڑک پر گندگی صاف کی جارہی ہے)

۱۷۔ نی ماتا کومطلب ایندی۔ (تیری بات کا مطلب کیا ہے؟)

۱۸۔ ڈبولوتیسکونی اڑا اینچی نارو۔ (میرے سارے پیسے کھالیے)

۱۹۔ واڑلوایدارو جانی دشمن اُنّارو۔ (وہ دونوں جانی دشمن ہیں)

۲۰۔ ذرا جلدی پنی ختم چینڈی۔ (کام ذرا جلد ختم کیجیے) وغیرہ۔

یہ صرف چند مثالیں یہاں نموتاً دی گئی ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تلگو کے ہر دوسرے تیسرے جملے میں اردو اور حیدرآبادی اردو، یا قدیم دکنی کے الفاظ ملتے ہیں۔

بڑی حیرت ہوتی ہے کہ اردو کے ایسے الفاظ جو آج اردو والے بھی کم کم ہی استعمال کرتے ہیں اور ان کی جگہ انگریزی الفاظ نے لے لی ہے، تلگو میں مستعمل ہیں۔ مثلاً ناغہ۔ آج کتنے اردو والے یہ لفظ اپنے جملوں میں استعمال کرتے ہیں۔ مگر تلگو بولنے والے بولتے ہیں جیسے ہماری یونیورسٹی کی ایک کچرا صاف کرنے والی کہہ رہی تھی:

''نے نوا ایے دنم اتینا پنی نا گا چیٹی نو'' (میں کسی بھی دن اپنا کام ناغہ نہیں کرتی)

حیدرآباد کے بعض قدیم تلگو والوں کی زبان پر ایسے ایسے اردو الفاظ ہوتے ہیں جو حیدرآبادی

لہجے میں ایک الگ ہی لطف دے جاتے ہیں۔مثلاً فکر،تمیز،عداوت،حالت،خراب،نقد،سرکار،حضور، نظام، لطف، حیران، گلی، کوچ، کھانوں، لباسوں، زیورات، ترکاریوں، پھلوں، پھولوں، مشروبات، مغزیات،دواؤں،بیماریوں وغیرہ کے نام آج بھی تلگو میں استعمال ہوتے ہیں۔

تلگو میں اردو الفاظ کی شمولیت کی ایک پوری تاریخ موجود ہے اگلے زمانے میں تلگو میں جو شاعری کی گئی ہے،اس میں بھی اردو کے کئی الفاظ بگڑی ہوئی شکل میں ملتے ہیں۔تلگو فلموں میں،تلنگانہ کے کرداروں کے لیے جو زبان لکھی جاتی ہے،اس میں کثرت سے اردو کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ان الفاظ کی ادائیگی خالص حیدرآبادی اردو کے لب ولہجہ میں ہوتی ہے۔البتہ اب یہ رنگ کسی حد تک کم ہوتا جارہا ہے۔

ہر دور کے سیاسی،سماجی اور معاشی حالات کی تبدیلی کا اثر لامحالہ زبان پر پڑتا ہے۔حیدرآبادی اردو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ چناں چہ حیدرآبادی اردو میں ماضی میں جس طرح کے الفاظ استعمال کیے جاتے تھے آج ان کا استعمال کم ہوتا جارہا ہے۔کئی الفاظ اور محاورے ایسے استعمال کیے جانے لگے ہیں جس کا مطلب ایک ستر سالہ حیدرآبادی شخص شاید ہی سمجھتا ہوگا۔ جیسے لائٹ لے لو، چل (Chill) مارو اور اوور (Over) نکو کرو وغیرہ۔یعنی گھریلو زبان میں بھی انگریزی زبان کے الفاظ حاوی ہو چکے ہیں اس کی مثالیں کچھ اس طرح ہیں۔(دیکھیے منسلکہ صفحہ پر نقشہ)

یہ ایک طرح سے دیکھا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ حیدرآبادی اردو عبوری دور سے گزر رہی ہے۔ بالفاظ دیگر حیدرآبادی اردو ماضی اور مستقبل کے درمیان میں آج اپنا چولا بدل رہی ہے۔آج حیدرآباد میں تین طرح کے لوگ ملتے ہیں جو تین طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں:

غیر حیدرآبادی	جدید حیدرآبادی	قدیم حیدرآبادی
ہسپتال	دواخانہ/ہسپتال	دواخانہ
پوسٹ آفس	ٹپہ خانہ/ پوسٹ آفس	ٹپہ خانہ
چکن	مرغ/چکن	مرغ
لیڈیز	زنانہ/لیڈیز	زنانہ
جینٹس	مردانہ/جینٹس	مردانہ
شیلف	تاب دان/شیلف	تاب دان
کلر	رنگ/کلر	رنگ
شوکیس	ہوادان	ہوادان
ڈریسنگ ٹیبل	سنگھاردان/ ڈریسنگ ٹیبل	سنگاردان
لیبر	حمّال/ لیبر	حمّال
لنچ	ظہرانہ/ لنچ	ظہرانہ
بیڈشیٹ	چادر/ بیڈشیٹ	چادر
پن	قلم/ پن	قلم
بیاگ	بستہ/ بیاگ	بستہ
اسکول	اسکول	مدرسہ
سافٹ ڈرنک یا جوس	شربت/ جوس	شربت

استاد	استاد/ مولوی صاحب/ سر	ٹیچر یا سر
ہاتھ کا کڑا	ہاتھ کا کڑا/ بریسلیٹ	بریسلیٹ
کرتا شلوار (لیڈیز)	کرتا شلوار	سوٹ
پتلون	پینٹ	پینٹ
گلدان	گلدان/فلوروواز	فلاورواز
نمونے	نمونے/ ڈیزائن	ڈیزائنس
نام کی تختی	نام کی تختی/ نیم پلیٹ	نیم پلیٹ
نمبر کی تختی	نمبر کی تختی/نمبر پلیٹ	نمبر پلیٹ
رکابی	رکابی/ پلیٹ	پلیٹ
تار	تار/ وائر	وائر
حوض	حوض/ ٹینک	ٹینک
دل کا دورہ	دل کا دورہ/ ہارٹ اٹیک	ہارٹ اٹاک

یہاں یہ دیکھ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین طرح کی زبانیں کہاں اور کیوں بولی جاتی ہیں۔حیدرآباد آج تین طرح کے زمروں میں تقسیم ہے۔ایک قدیم حیدرآباد، جس کا علاقہ چار مینار اورا س کے اطراف و اکناف کا شہر ہے۔ دوسرا علاقہ شہر حیدرآباد کا درمیانی علاقہ ہے جسے ہم عابد سڑک، مہدی پٹنم ،ٹولی چوکی اوراس طرح گچی باؤلی کی طرف جانے والا علاقہ ہے۔گچی باؤلی کے بعد ہائی ٹیک سٹی، سائبرآباد، میاں پور، مادھو پور وغیرہ کا علاقہ ہے جہاں زیادہ تر غیر حیدرآبادی سافٹ ویر کمپنیوں میں کام کرنے والے لوگ آباد ہیں۔

اوپر دیے ہوئے نقشے کے مطابق قدیم حیدرآباد سے مراد چار مینار کا علاقہ جہاں آج بھی قدیم حیدرآبادی تہذیب کے نقوش کے ساتھ خالص حیدرآبادی اردو بولی جاتی ہے۔ یہاں ہم برسوں پرانا حیدرآبادی لب ولہجہ بھی سن سکتے ہیں۔ دوسرے کالم جو جدید حیدرآبادی لوگوں کی زبان کے بارے میں ہے ان میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو چار مینار کے علاقے سے منتقل ہوکر یہاں آباد ہوگئے ہیں۔ ان میں سے اکثر و بیشتر لوگ وہ ہیں جن کے رشتہ دار عرب ممالک میں برسرروزگار ہیں۔ ان لوگوں نے مہدی پٹنم، ٹولی چوکی، گیالکسی، شیخ پیٹ اور درگاہ جیسے علاقوں میں مکانات بنا کر یہیں بس گئے ہیں۔ چوں کہ ان کا تعلق قدیم حیدرآباد سے ہے وہ دونوں طرح کی زبانیں بولتے ہیں مگر ان کا لب ولہجہ قدیم حیدرآباد ہی کا ہے۔ البتہ ان کی زبان میں انگریزی کے الفاظ کثرت سے چڑھ گئے ہیں۔

تیسرے کالم میں وہ لوگ آتے ہیں جو سافٹ ویر کمپنیوں میں کام کرنے کی غرض سے دوسرے مقامات سے آکر حیدرآباد میں مقیم ہوگئے ہیں۔ اگر ان کا تعلق شمالی ہند سے ہے تو یہ لوگ ہندی اردو بولتے ہیں اور ان پر حیدرآبادی اردو یا اس کے لب ولہجہ کا کوئی اثر نہیں ہے اور اگر ان کا تعلق جنوب کے دوسرے علاقوں سے ہے تو وہ اپنی اپنی اردو بولتے ہیں جن میں کثرت سے انگریزی الفاظ اور انگریزی جملے استعمال ہوتے ہیں۔ حیدرآبادی اردو ان ہی تین رنگوں سے مزّین ہے۔

تلنگانہ اور آندھرا کے لوگوں کی بولی جانے والی زبان میں بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ ہم نے اسے سمجھنے کے لیے ایک طریقہ اختیار کیا تھا۔ بچوں کی چھوٹی چھوٹی کہانیوں کو تلنگانہ اور آندھرا کے لوگوں کی زبان میں ریکارڈ کرنے کے بعد اس کے فرق کو سمجھا گیا۔ اس کے بعد اسے ضبط تحریر میں لایا گیا۔ کہانیوں کے نام ہیں:

۱۔ دو دوست دو دشمن۔

۲۔ ایک عجیب معاہدہ۔

۳۔ سمجھدار گدھا وغیرہ۔

۱۔ دو دوست دو دشمن

(۱) کتاب میں یہ کہانی کچھ اس طرح سے ہے:

گھنے جنگل میں، ایک دلدل کے قریب برسوں سے ایک چوہا اور ایک مینڈک رہتے تھے۔ بات چیت کے دوران ایک دن مینڈک نے چوہے سے کہا کہ ''اس دلدل میں میرا خاندان صدیوں سے آباد ہے اور اسی لیے یہ دلدل جو مجھے باپ دادا سے ملی ہے، میری میراث ہے۔''

چوہا اس بات پر چڑ گیا۔ اس نے کہا کہ ''میرا خاندان بھی یہاں سینکڑوں سال سے آباد ہے اور مجھے بھی یہ جگہ اپنے باپ دادا ہی سے ملی ہے اور یہ میری میراث ہے۔''

یہ سن کر مینڈک غصہ میں آ گیا اور تو تو میں میں شروع ہو گئی بات اتنی بڑھی کہ ان کی دوستی میں فرق آ گیا اور دونوں نے ایک دوسرے سے بولنا چھوڑ دیا۔

ایک دن چوہا وہاں سے گزرا تو مینڈک نے اس پر آوازے کسے جو چوہے کو بہت برے لگے۔ اس کے بعد سے چوہے نے یہ کیا کہ وہ گھاس میں چھپ کر بیٹھ جاتا اور جب مینڈک وہاں سے گزرتا تو اس پر حملہ کر دیتا۔

آخر تنگ آ کر ایک دن مینڈک نے کہا ''اے چوہے! تو چوروں کی طرح یہ کیا چھپ چھپ کر حملہ کرتا ہے۔ مرد ہے تو سامنے میدان میں آ، تا کہ کھل کر مقابلہ ہو اور تجھے میری قوت کا پتا چلے۔''

چوہے نے یہ بات قبول کر لی اور دوسرے دن صبح ہی صبح مقابلے کا وقت مقرر ہوا۔ مقررہ وقت پر ایک طرف سے چوہا نکلا۔ اس کے ہاتھ میں نرسل کے پودے کا ایک لمبا تنکا تھا۔ دوسری طرف سے مینڈک آگے بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ایسا ہی ایک تنکا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر زبردست حملہ کیا اور پھر ذرا سی دیر میں دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔

ابھی یہ لڑائی جاری تھی کہ دور ہوا میں اڑتی ہوئی ایک چیل نے دیکھا کہ ایک چوہا اور ایک مینڈک آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں وہ تیزی سے اڑتی ہوئی نیچے آئی اور ایک جھپٹے میں دونوں پہلوانوں کو اپنے تیز نوکیلے پنجوں میں دبا کر لے گئی۔ اب وہاں چوہا رہا نہ مینڈک۔ دلدل اب بھی موجود ہے۔

ہم نے یہ کہانی تلنگانہ اور آندھرا کے دس سال، بیس سال اور چالیس پچاس کے مرد عورتوں کو سنا کر اسے ان کو اپنی زبان میں سنانے کے لیے کہا۔ ہم نے یہ دیکھا کہ دونوں علاقوں کی زبان، لب و لہجے اور ادائیگی میں بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ ذیل میں اس فرق کو صاف دیکھا جا سکتا ہے۔

(ب) تلنگانہ کی زبان میں اس کہانی کو توڑ مروڑ کر کچھ اس طرح کہا جاتا ہے:

ایک بار گھنے جنگل میں ایک دلدل کے پاس **بھوت** سالوں سے ایک **چوّا** اور ایک **مینڈوک** رہرے تھے۔ **باتاں** کرنے والے ایک دن **مینڈوک چوے کو بولتا** ''یہ دلدل میں، میرے خاندان والے **بھوت** دنوں سے **رہرے** اور اس لئے یہ دلدل جو **میکو** باپ دادا سے ملا اب یہ **میرانچ** ہے/ **میرچ** جائیداد ہے۔''

چوّا ایہ سن کے چڑ جاتا۔ اُنے **بولتا** ''میرا خاندان **بی یاں بھوت بھوت** سالوں سے **رہرا** اور **میکو بی** یہ جگہ میرے باپ دادا سے **نچ** ملی اور یہ جگہ میری ہے۔''

یہ سن کے **مینڈوک** غصے میں آ جاتا اوران لوگوں میں تو تو میں میں شروع ہو جاتی۔ بات **اِتّی بڑگئی** کہ ان **لوگاں** جو دوستاں تھے اس میں فرق **آجاتا** اور دونوں ایک دوسرے سے بات کرنا **بی** چھوڑ دیتے۔

ایک دن **چواواں** سے جاتے رہتا تو **مینڈوک** اس کو طعنے مارتا جو **چوّ**ے کو **بھوت** خراب دکھتے۔ اس کے بعد **چوّا** کیا کرتا **گھانس** میں چھپ کے بیٹھ جاتا اور جب **مینڈوک واں** سے جاتے رہتا تو اس کو نشانہ بناتا۔

آخری میں **بیزّ**ار ہو کے ایک دن **مینڈوک** بولتا ''ارے وہ **چوّ**ے! تو چوروں کے جیسا کیا چھپ چھپ کے حملے **کررا**۔ مرد ہے تو سامنے آ۔ میدان میں اُتر، کھل کے لڑینگے اور **تیکو** میری طاقت کا اندازہ **بی** ہو جاتا۔

چوّا بی مان جاتا اور دوسرے دن صبا صبا مقابلے کا ٹیم طئے ہو جاتا۔ برابّر ٹیم پہ **اِدر** سے **چوّا** نکلتا۔ اس کے ہات میں نرسل کے پودے کا ایک لمبا تنکا **رہتا**۔ **اُدر** سے **مینڈوک** سامنے **آتا**۔ اس کے ہاتھ میں **بی ایسیچ** تنکا رہتا۔ دونوں خوب لڑلیتے اور پھر تھوڑی **چ** دیر میں **خوناخون** ہوجاتے۔

ابی اُن لوگوں کی لڑئی چلتے **چ** رہتی اِتّے میں اوپر سے ایک چیل **دیکھتی** کہ ان لوگاں لڑلیرے۔ اُنے زور سے اُڑ کے **نیچے** آتی اور ایک **چ** جھٹکے میں دونوں **پیلوانوں** کو اپنے تیز نوکیلے پنجوں میں دبوچ کے لے لے کے چلے جاتی۔

اب واں پہ **چوّ**ا رہتا نہ **مینڈوک** رہتا۔ خالی **دلدل چ** باقی رہ جاتا۔

(ج) آندھرا کے لوگ اسی کہانی کو اپنی زبان میں کچھ اس طرح کہتے ہیں:

ایک جنگل میں آکو دلدل کے پاس ایک چوا اور ایک مینڈوک **رھتیں**۔ ایک دن بات کرتے

کرتے مینڈوک آ کو چوے سے بولتائے یہ دلدل آ کو میرا خاندان سالوں سے تھا اس لئے یہ دلدل آ کو مجھے میرے دادا سے ملا ہے یہ جگہ میری ہے بولکو بولتائے چوا۔ یہ سن کو غصہ ہو جاتئے اور بولتائے یہ آ کو میرے خاندان والے بھی یھاں بھوت سالوں سے رہتیں ہیں یہ جگہ آ کو میرے دادا کی بی ہے یہ آ کو میری وراثت ہے بولتائے چوّا کی بات تسن کو مینڈوک غصہ ہو جاتائے اور دونوں لڑلیتیں اور دوستی آ کو ان کی خراب بی ہو جاتی اور دونوں بات چیت کرنا بی چھوڑ دالتیں۔ ایک دن چوّ اوھاں سے جا تا رہتا۔ مینڈوک آ کو اُسے برے آوازوں سے بلاتائے اس کی آواز سن کو چوا آ کو گھاس میں جا کر چھپ جاتائے اور مینڈوک وھاں سے گیا تو اس کے اوپر حملہ کرنا بولکو بولتا رہتا۔ تو مینڈوک غصہ ہو جا کو ایک دن بولتائے ارے چوے تجے دم ہے تو میرے سے مقابلہ کررے۔ چوروں کی طرح کیکو چپ چپ کو بیٹھ گیا ہمت ہے تو میرے سے آ کو مقابلہ کررے کتائے۔ چوا آ کو مینڈوک کی بات سن لے کو اچھالے ٹھیک ہے بولتائے اچھالے میں سامنے بیچ آ کو لڑتوں کرکو بولتائے۔ دوسرے دن سبو میں آ کو لڑنا بولکو دونوں بولیتے رہتیں۔ ایک آ کو ایک ٹائم آ کو فکس کرلیتیں دونوں جنے مل کے۔ گر کٹ ٹیم میں آ کو چوا آ کو جاتا جاتا اپنے ساتھ آ کو نرسل کا ایک لمبا پودا لیکو جاتا۔ دوسرے طرف مینڈوک بی اس کے ہاتھ میں ایسا ہی ایک لکڑی لے کو آتائے۔ دو جنے لڑلینا بولکو روبرو کھڑے رہتیں۔ ان کا سارا قصہ آ کو اوپر سے چیل دیکھتے رھتی۔ اِنو لڑلیتے سو جھگڑ لیتے سو پورا چیل دیکھتے رھتی ایک آ کو چیل دو جنوں کو اڑالیکو اپنے پاؤں میں دبالیکو چلے جاتی اب وہ جنگل میں آ کو نہ چوا رھتا نہ آ کو مینڈوک رھتا صرف دلدل کا پہاڑ رھتا۔

دونوں کی زبانوں میں جو فرق ہے وہ ذیل کے نقشے میں واضح کیا جارہا ہے:

تلنگانہ	آندھرا
بھوت (بہت)	بھوت
چوّا (چوہا)	چوّا
مینڈوک (مینڈک)	مینڈوک
باتاں (بات)	باتاں
رہرے (وہ رہے ہیں)	رہتے، رہتیں
میکو (میرے کو)	منجے/میری ہے بول کے
چڑ جاتا (چڑنا)	غصہ ہو جاتئے
بی (بھی)	بی
ئچ (ہی)	ئچ
آجاتا (آجاتا ہے)	آجاتئے
اِتی (اتنی)	۔
بڑگئی (بڑھ گئی)	۔
چھوڑ دیتے (چھوڑ دیتے ہیں)	۔
گھانس (گھاس)	گھاس
آخری (آخر)	۔
بیزّار (بیزار)	۔

حملے کررا (حملے کر رہا ہے)	ـ
تیکو (تیرے کو)	ـ
صبا صبا (صبح صبح)	سبو
ادر (ادھر)	ادر
ایسے یچ (ایسے ہی)	ـ
تھوڑی یچ (تھوڑے ہی)	ـ
خونا خون (خون خون)	ـ
لڑئی (لڑائی)	ـ
لڑلے رے (لڑ رہے ہیں)	لڑلے تیں
نچّے (نیچے)	ـ
پیلوانوں (پہلوانوں)	ـ

آندھراوالوں کی زبان میں جو اضافے ہوئے ہیں وہ یہ ہیں آ کو، بول کو، جنے اور انگریزی کے دو ایک لفظ۔ آ کو دراصل آ کر ہے جو جملے میں غیر ضروری ہے۔ اس طرح بول کو، بول کر ہے، جس کے بغیر بھی جملہ مکمل کیا جا سکتا ہے یا اسے دوسری طرح سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ آندھرائی اردو میں اکثر اوقات مونث کو مذکر بولا جاتا ہے۔ جیسے یہاں ''دوسری طرف'' کو ''دوسرے طرف'' کہا ہے۔ حیدرآبادی اردو میں یہ بات نہیں ہے۔ یہاں تذکیر و تانیث کا خیال رکھا جاتا ہے۔

دونوں زبانوں میں جو باتیں مشترک ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔ لفظ کو مشدد کرنا، جیسے نچّے کو

نچے کہنا، ہائے مختفی کا ادا نہ کرنا جیسے بھی کو بی کہنا، اس طرح لفظ کو کھینچ کر ادا کرنا جیسے بہت کو بھوت کہنا وغیرہ۔ البتہ افعال کی ادائیگی میں فرق ہے۔ جیسے کرر ہے ہیں کو حیدرآبادی اردو میں کرر ئیں، یا کررے کہتے ہیں جب کہ آندھرائی ارود میں کہتے کرتے، کرتیں کہتے ہیں۔ ''دیکھتی ہے'' کو حیدرآبادی اردو میں ''دیکھتے رہتی'' کہتے ہیں جب کہ آندھرائی اردو میں ''دیکھتی رھتی'' کہتے ہیں۔ جو ''دیکھتی رہتی ہے'' کی بگڑی شکل جس کی جملے میں قطعی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) ایک عجیب معاہدہ

(ا) کتاب میں کہانی کچھ اس طرح ہے:

بچو! یہ ایک جنگل کی کہانی ہے جس کے بڑے حصے پر بھیڑیوں کی حکومت قائم تھی اور ایک چھوٹے سے حصے پر بھیڑوں کی۔ دونوں میں موقع بے موقع کسی نہ کسی بات پر لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ بھیڑیے خونخوار اور طاقت ور تھے لیکن بھیڑیوں نے اپنی حفاظت کے لیے بہت سے کتے پال رکھے تھے۔ جب بھیڑیے ان پر حملہ کرتے تو یہ کتے ان کا مقابلہ کرتے اور ان کو بھگا دیتے۔ کتوں کی وجہ سے بھیڑیں محفوظ تھیں۔

جب بھیڑیوں اور بھیڑوں کو آپس میں لڑتے لڑتے ایک مدت گزر گئی تو جنگل کے چند دوسرے بڑے جانوروں نے بیچ میں پڑ کر دونوں میں صلح کرا دی۔ طے پایا کہ دونوں طرف سے ایسی ضمانت دی جائے کہ امن قائم رہے۔ بھیڑیوں نے تجویز پیش کی کہ وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز بچے ضمانت کے طور پر بھیڑوں کے سپرد کر دیں گی اور بھیڑیں اپنے کتے ہمارے حوالے کر دیں گے۔

یہ بات بھیڑوں کو بہت پسند آئی اور معاہدہ طے پا گیا۔ بھیڑوں نے اپنے کتے بھیڑیوں کو

دے دیےاور بھیڑیوں نے اپنے بچے بھیڑوں کے حوالے کر دیے۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بھیڑیوں کے بچوں نے اپنی ماؤں کو یاد کر کے رونا دھونا اور چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ان کی آواز سن کر بھیڑیے دوڑے دوڑے آئے اور غصے میں بھیڑوں سے کہا کہ ''تم صلح کی خلاف ورزی کر رہی ہو۔آخر ہمارے بچوں کو کیوں مار رہی ہو؟''

بھیڑوں نے ایک زبان ہو کر کہا ''نہیں جناب! ایسا نہیں ہے۔ یہ تو خود ہی چیخ پکار کر رہے ہیں۔انھوں نے ہماری نیندیں حرام کر دی ہیں۔''

بھیڑیوں نے چیخ کر جواب دیا ''یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تو جب ہی چیخیں چلائیں گے جب انھیں تکلیف پہنچائی جائے گی۔''

یہ کہہ کر انھوں نے فوراً معاہدہ توڑ دیا اور مل کر بھیڑوں پر حملہ کر دیا۔کتے ان کے پاس نہیں تھے کہ حفاظت کرتے۔ذراسی دیر میں بھیڑیے ساری بھیڑوں کو مار کر کھا گئے۔

(ب) تلنگانہ کی زبان میں اس کہانی کو کچھ اس طرح کہا گیا ہے:

بچو! ایک **بھوت** بڑا جنگل رہتا جاں پہ **بھوت** بڑی جگہ پہ خالی بھیڑیے **نچ** رہتے اور تھوڑی **نچ** جگہ میں بھیڑ۔دونوں ہمیشہ چھوٹے چھوٹے باتوں پرلڑ **لیتے** رہتے تھے بھیڑیے **بھوت** تگڑے رہتے لیکن بھیڑاں کیا کرتے **بھوت** کتے پالتے۔ان لوگوں سے بچنے کے **واسطے**۔جب **بی** بھیڑیے لڑنے آتے تو کتے ان لوگوں پہ چڑکے ان لوگوں کو بھگا دیتے۔

جب ان لوگاں لڑتے لڑتے بہت دناں ہو جاتے تو جنگل کے دوسرے بڑے بڑے **جنوراں** **بیچ** میں آکے ایک کو ایک **بولیکے** ان لوگوں کو ملا دیتے۔تم لوگاں پھر **نیں** **لڑلینا** سکون سے رہنا **بولکے** **بولتے**۔

پھر بھیڑیاں کیا بولتے ان لوگاں اپنے بچے بھیڑوں کو دے دیتے اور بھیڑاں اپنے کتے ان لوگوں کو دے دینا۔

یہ بات بھیڑوں کو بھوت اچھی دکھتی اور فیصلہ ہو جاتا۔ ہوا ایسیچ کرینگے بولکے۔ بھیڑاں اپنے کتے بھیڑیوں کو دے دیتے اور بھیڑیاں اپنے بچے بھیڑوں کو دے دیتے۔

ابی تھوڑی دیر ئچ ہوتی اُتّے میں بھیڑیوں کے بچے ان لوگوں کی ماں کو یاد کر کے روتے بیٹھتے۔ ان لوگوں کی آواز سن کے بھیڑیے بھاگتے وے آتے اور غصے میں آکے بولتے ''تم لوگاں کیا کرے ہمارے بچے آخر کیکو تو بی رورے۔''

بھیڑاں پورے ملکے کیا بولتے ''نیں جی! ایسا نیں ہے۔ ان لوگاں تو خود ئچ پکار لیتے رو لیتے بیٹھے۔ ان لوگاں تو ہماری نیند بی چھن لئے۔''

بھیڑیاں چیخ کے بولتے! ایسا ہو ئچ نیں سکتا؟ ان لوگاں جب ئچ پکارے ہونگے جب تم لوگاں کچھ تو بی کرے ہونگے۔

یہ بولکے ان لوگاں کیا کرے فوری فیصلے کو توڑ دیے اور پورے مل کے بھیڑوں پہ حملہ کر دیتے۔ ان لوگوں کو بچانے ان لوگوں کن کتے بی نہیں رہتے۔ پورے بھیڑیے بھیڑیوں کو مار کے ذری دیر میں کھا لیتے۔

(ج) آندھرا کی زبان میں اس کہانی کو کچھ اس طرح سنایا جاتا ہے:

بچو! ایک جنگل کے بڑے حصے میں آکو بھیڑیوں کی حکومت رہتی اور ایک چھوٹے حصے میں آکو بھیڑوں کی۔ دونوں ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتوں پو آکو لڑ لیتے رہتیں۔ بھیڑیے کیا کی خطرناک رہتیں مگر

بھیڑاں بی اپنی حفاظت کرنے کے واسطے کتے پالکو رکھتیں۔ جب بی بھیڑیے آتیں تو کتے ان لوگاں کو بھگا دیتیں۔

جب ان لوگاں کولڑتے لڑتے بھوت دناں گزر جاتیں تو جنگل کے دوسرے بڑے جنوراں بیچ میں پڑکو بولتیں ان لوگاں کواب ملا دینا اچھا رھتا بولتیں۔ بھیڑیاں بولتیں ہمیں آکو ہمارے بچے تمے دے دیتیں تمے آکو تمارے کتے ہمارے حوالے کر دالو بولکو بولتیں۔

یہ بات آکو بھیڑوں کو پسند آجاتئے۔ بھیڑاں کیا کی اپنے کتے بھیڑیوں کو دے دیتیں اور بھیڑیاں اپنے بچے بھیڑوں کو دے دیتیں۔

ابھی تھوڑی دیر ہوتیئے کی بھیڑیوں کے بچوں کی رونے کی آواز آتیئے۔ ان کی آواز سن کو بھیڑیے دوڑلیکو آتیں اور غصے میں آجا کو بھیڑوں کو بولتیں ''تمے ہمارے بچوں کوآ کو کیکو مارے بولتیں۔''

بھیڑاں بولتیں ''نیں! یہ آکو! تو خود پکارا کررے۔ ابی انوتو آکو ہماری نیند بی خراب کر دالے۔''

بھیڑیاں چیخ کو بولتیں ''یہ کیسا ہوسکتائے؟ اِنو تو جب پکارے ہونگے جب تمے آکو ان کو تکلیف دئے ہونگے۔''

یہ بولکو ان لوگاں معاہدہ توڑ دالتیں اور سارے مل کو بھیڑوں پو حملہ کر دالتیں۔ ان کے پاس حفاظت کو کتے بی نیں رھتیں تو پورے بھیڑیے مل کو بھیڑوں کو مار کو کھا لیتیں۔

دونوں زبانوں کے مشترک پہلو

جمع کے لیے ''اں'' کا استعمال دونوں جگہ یکساں ہے۔ مثلاً ''دن'' کی جمع ''دناں''، ''بھیڑ'' کی جمع ''بھیڑاں''، ''لوگ'' کی جمع ''لوگاں'' وغیرہ۔

تخفیف صوت کا/ رجحان دونوں جگہ یکساں ہے جیسے ''جانوراں'' کی جگہ ''جنوراں'' کہنا وغیرہ۔

دونوں زبانوں میں فرق

آندھرا کی زبان میں ''آکو'' کا استعمال بہت ہے، جب کہ تلنگانہ میں اس کا استعمال قطعی کہیں نہیں ہے۔ ''آکو'' دراصل ''آکر'' کی بدلی ہوئی شکل ہے۔

تلنگانہ کی زبان میں ''بچ'' یا ''چ'' کا استعمال کثرت سے ملتا ہے جب کہ آندھرا کی زبان میں کم کم۔

آندھرا کی زبان میں ''پر'' کے لیے ''پو'' کا استعمال ہے جب کہ تلنگانہ میں ''پہ'' / ''پے'' کہتے ہیں۔

دونوں کی صفات میں فرق ہے۔ آندھرا کے لوگ جسے طاقت ور یا طاقت والے کہتے ہیں تلنگانہ میں اس کے لیے ''تگڑے'' صفت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اس کہانی کو کہتے ہوئے تلنگانہ کی زبان میں ''باتوں'' کے لیے صیغہ مذکر استعمال ہوا ہے۔ یعنی ''چھوٹے چھوٹے باتوں'' جب کہ آندھرائی زبان میں ''چھوٹی چھوٹی باتوں'' کہا گیا ہے۔ یہ محض اتفاق ہوسکتا ہے اصل میں آندھرا میں بھی ''چھوٹے چھوٹے باتوں'' ہی کہا جاتا ہے۔

''ہوگا''، ''ہوں گے'' وغیرہ کے لیے آندھرا میں ''رھتیا'' استعمال کرتے ہیں جیسے ''ان لوگاں کو ملا دینا اب اچھا رھیتیا'' یہاں رھتیا دراصل ''رہے گا'' یا ''ہوگا'' کے لیے استعمال ہوا ہے۔

''کی'' اور ''کیا کی'' کا استعمال آندھرا کی زبان میں ملتا ہے۔ جب کہ تلنگانہ کی زبان میں کبھی سننے میں نہیں آتا۔ آندھرا کے یہ جملے دیکھیے:

''بھیڑاں، کیا کی، اپنے کتے بھیڑیوں کو دے دیتے۔''

''ابی تھوڑی دیر ہوتیے کی۔''

آندھرا کی زبان میں اس کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔حیدرآباد میں بسنے والے آندھرائی لوگ بھی اس سے بچ نہیں سکے۔

اس طرح ''لےکو'' کا استعمال آندھرا کی زبان میں ہے۔مثلاً:

''ان کی زبان سن کو بھیڑیے دوڑ لےکو آتیں''

جب کہ تلنگانہ کی زبان میں یہ جملہ یوں ادا ہوتا ہے:

''ان لوگوں کی آواز سن کے بھیڑیے بھاگتے وے (ہوئے) آتے۔''

اردو میں جہاں ہم کہتے ہیں ''تم نے کچھ کیا ہوگا'' اس جگہ پر تلنگانہ میں کہتے ہیں ''تم لوگاں کچھ تو بی کرے ہوں گے'' یہی جملہ آندھرا میں یوں ادا کرتے ہیں ''تمے آکو ان کو تکلیف دیئے ہوں گے۔''

تلنگانہ کی زبان میں ''ذرا'' کو ''ذری'' کہا جاتا ہے جب کہ آندھرا میں ''ذرا'' کو مشدد کر کے ذرّا کہا جاتا ہے۔

(۳) سمجھ دار گدھا

(ا) کتاب میں کہانی کچھ اس طرح لکھی ہوئی ہے:

گاؤں سے باہر ہرے بھرے میدان میں ایک بوڑھا اپنے گدھے کو چرا رہا تھا کہ اتنے میں دور سے اسے شور سنائی دیا۔کیا دیکھتا ہے کہ دشمن کی فوجیں تیزی سے اس طرف آ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ گھبرا گیا اور جلدی سے اپنے گدھے کو ہانکتے ہوئے دوسری طرف بھاگنے لگا۔

گدھے نے پوچھا ''اے مالک! کیا ماجرا ہے؟'' مالک نے جواب دیا کہ دشمن ہماری طرف آ رہا ہے۔ہمیں یہاں سے فوراً بھاگ جانا چاہیے ورنہ ہم دونوں پکڑ لیے جائیں گے۔

گدھے نے کہا۔

اچھا یہ بتائیے ''اگر دشمن مجھے پکڑ لے تو کیا وہ مجھ پر اس سے زیادہ بوجھ لادے گا جتنا روز آپ مجھ پر لادتے ہیں؟''

مالک نے جواب دیا:

''نہیں،اس بات کا تو کوئی ڈر نہیں ہے۔''

مالک کی یہ بات سن کر گدھے نے کہا ''اگر اس بات کا ڈر نہیں ہے تو پھر میں کیوں بھاگوں؟ میرے لیے کیا فرق پڑتا ہے اگر میرا مالک تو ہو یا تیرا دشمن۔ مجھے تو بوجھ ہی ڈھونا ہے۔وہ بوجھ تیرا ہو یا تیرے دشمن کا۔میرے لیے تو دونوں ایک ہیں۔''

یہ کہہ کر گدھا وہیں کھڑا ہو گیا۔

(ب) تلنگانہ میں اس کہانی کو کچھ اس طرح بولا جائے گا:

گاؤں کے باہر ایک ہرے بھرے میدان میں ایک بوڈّا اپنے گھدے کو چرا لیتے رہتا۔اِتے میں اس کو آواز سنے آتی۔اُنے دیکھتا کہ دشمنوں کی فوج زور سے اس کے پاس آ ری۔یہ دیک کے اُنے ڈر جاتا اور جلدی جلدی گھدے کو ہکالیتے وے دوسری جگہ بھاگنے جاتا۔

گھدا پوچھتا ''اے مالک! کیا ہوا آخر؟ اُنے بولتا دشمناں ہمارے پاس آ رے۔ ہما کو یاں سے فوری بھاگ جانا ہے نیں تو اپن دونوں کو اُن لوگاں پکڑ رلیتے۔

گھدا بولتا:

اچھا ایسا ہے یہ تو بولو ''اگر دشمناں میکو پکڑ لیے تو کیا ان لوگاں میکو اس سے بڑے کے وزن دالتے جتّا آپ میرے اوپّر دالتے ؟''

مالک بولتا:

''نیں، ایسا تو نیں ہے۔''

مالک کی یہ بات سن کر گھدا بولتا ''اگر ایسا نیں ہے تو پھر میں کیکو بھاگوں؟ میرے واسطے کیا مشکل ہے اگر میرا مالک تو ہے یا تیرا دشمن۔ میکو تو آخر وزن ئچ اٹھانا ہے چاہے وہ وزن تیرا ہو یا تیرے دشمنوں کا۔ میرے واسطے دونوں اُیئچ ہے۔

یہ بولکے گھدا اوئچ ٹھر جاتا۔

(ج) آندھرا میں اس کہانی کو اس طرح بیان کیا جائے گا:

گاؤں سے باہر دور آ کو ایک ہرے بھرے میدان میں ایک بڈاادمی اپنے گھدّا کو چرا تا رھتائے۔ اِتے میں آ کو دور سے اسے شور سناتے۔ اُن دیکھتائے کہ دشمنوں کی فوج تیزی سے اس کو طرف آریئے۔ یہ دیکھ کو ان گھبر جاتا اور اپنے گھدے کو ہکال لیکو دوسری جگہ بھاگتائے۔

گدھا پوچھتائے ''ارے مالک! کیا ہوا؟'' اُن بولتائے دشمناں ہماری طرف آریں۔ ہمے یھاں سے بھاگنا ہے نئیں تو ہمیں آ کو پکڑے جاتیں بولتائے۔

گدھا بولتائے:

اچھا یہ تو بول ''اگر دشمن میکو پکڑے تو کیا اُن میرے اپّر اس سے زیادہ وزن دالتائے جتّا روز تو دالتائے؟''

مالک بولتائے:

''نیں اس بات کا کچھ بی ڈر نہیں ہے بولتائے۔''

مالک کی یہ بات سن کو گدھا بولتائے''اگر ایسا نیں ہے تو میں آ کو تیرے ساتھ کیکو بھاگوں؟ کیا فرق پڑتا نیں میرا مالک آ کو تو ہے نیں تو تیرا دشمن۔مجے تو بوجھ ڈھونا ہے لے۔وہ بوجھ آ کو تیرا ہے نیں تو تیرے دشمن کا۔مجے سب بی ایک نچ ہے۔''

یہ بولکو گھدا وہاں چ کھرا رہتائے۔

دونوں زبانوں کے مشترک پہلو

دونوں زبانوں میں لفظ کو مشدد بنانے اور ہائے مختفی کو حذف کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔مثلاً بوڑھا کو دونوں جگہ''بڈّا'' کہا گیا ہے۔اسی طرح''اتنے'' کو''اِتّے'' دونوں جگہ کہا گیا ہے۔

''ہائے مختفی'' کی تقدیم و تاخیر دونوں جگہ ملتی ہے۔مثلاً''گدھا''''گھدا'' ہے اور اسے بھی مشدد بولا جاتا ہے۔وغیرہ۔

''ہکالنا'' دونوں جگہ یکساں ہے۔

دونوں زبانوں کے متغائر پہلو

''سنائی دیتی'' کو تلنگانہ کی زبان میں''سنے آتی'' اور آندھرا کی زبان میں''سناتیے/سناتیے'' کہتے ہیں۔

حیدرآبادی اردو میں''فوج آری''جب کہ آندھرا کی اردو میں''فوج آرے''مستعمل ہے۔

حیدرآبادی اردو میں فعل کے ساتھ متعلق فعل کا استعمال عام ہے۔جیسے ''بھاگنے جاتا'' جب کہ آندھرا میں صرف ایک فعل کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔جیسے ''بھاگتائے''۔

حیدرآبادی اردو میں ضمیر متکلم جمع کے لیے ''ہما کو'' استعمال ہوتا ہے جب کہ آندھرا میں ''ہمے'' استعمال ہوتا ہے۔

اسی طرح حیدرآبادی اردو میں ضمیر متکلم واحد کے لیے ''اپن'' استعمال ہوتا ہے جب کہ آندھرائی زبان میں ''ہمے'' استعمال ہوتا ہے۔

حیدرآبادی اردو میں ''وہی'' کے لیے ''وئچ'' اور ''وہیں'' کے لیے ''وھیچ'' استعمال ہوتا ہے۔ آندھرا میں ذرا سے فرق کے ساتھ ''وہی'' کے لیے ''وہ چ'' اور ''وہیں'' کے لیے ''وھانچ'' استعمال ہوتا ہے۔وغیرہ۔

زبان کے اسی فرق سے حیدرآباد میں حیدرآبادی اردو اور آندھرائی اردو کی شناخت کی جاتی ہے۔عام طور پر آندھرا کے اردو بولنے والے اپنے انداز ہی کی اردو بولتے ہیں۔اگر وہ تعلیم یافتہ ہوں اور اردو شعروادب کا مذاق رکھتے ہوں تو وہ حیدرآبادی اردو کے بجائے کتابی اردو بولتے ہیں۔

حیدرآبادی اردو پر انگریزی تعلیم کے اثرات کو صاف دیکھا جاسکتا ہے۔شہر حیدرآباد میں جہاں قدیم دور میں خالص دکنی بولی جاتی تھی وہاں آہستہ آہستہ زبان کے نکھرنے کے ساتھ ساتھ انگریزی الفاظ کا چلن دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے انگریزی تعلیم کے زیر اثر کئی ایک انگریزی الفاظ نے اردو لفظوں کی جگہ لے لی ہے۔مثال کے طور پر کچھ الفاظ دیکھیے۔

انگریزی الفاظ	اردو الفاظ
کپ	پیالی
ونڈو	کھڑکی
ڈور	دروازہ
کارڈ	رقعہ
نوس	ناک
پلّو	تکیہ
مِرّر	آئینہ
کی	چابی
کومب	کنگی
پلّو کور	غلاف
ٹول	توال
شور لینا	نہانا
کور	تھیلی
چیر	کرسی
رینٹ	کرایہ
اون ہاؤس	ذاتی مکان

قالین	کارپیٹ
کانٹا	ہیرپن
فرش	فلور
سیڑھیاں	اسٹپس
پائے دان	ڈورمیٹ
ناشتہ	بریک فاسٹ
مہمان	گیسٹ
دعوت	فنکشن
کشتی	ٹرے
چپل	سینڈل
جوتا	شوز
چوڑیاں	بینگلس
گاڑی	بائک
کھلونے	ٹوئس
بچہ	بے بی
دائیں بائیں	رائٹ لیفٹ
کتاب	بک/بوک

بتّی	باسکٹ
ڈبّا	باکس
تحفہ	گفٹ
انگوٹھی	فنگر رنگ
بالی	اِیر رنگ
کمرہ	روم
ویلان	ہال
دیوان خانہ	ڈرائینگ روم
چھت	ٹیرِس
چولہے کا کمرہ	کچن

اس طرح انگریزی تعلیم کے زیر اثر اردو زبان کے ان گنت قدیم الفاظ بہت کم استعمال کیے جارہے ہیں انگریزی الفاظ کے استعمال کو فیشن اور ماڈرنزم کا نام بھی دیا جارہا ہے جس کے باعث نئی نسل ان اردو لفظوں کو بھولتی جارہی ہے۔

کمپیوٹر اور انفارمیشن تکنالوجی نے ہندوستانی سماج اور ہندوستانی زبانوں پر جس طرح کا انقلاب رونما کیا ہے، اس کی کوئی دوسری مثال ہمیں ماضی میں دیکھنے کو نہیں ملتی ہے۔کمپیوٹر اور انفارمیشن تکنالوجی سے متعلق سینکڑوں الفاظ آندھی اور طوفان کی طرح ہندوستانی زبانوں کے الفاظ کو اڑا لے گئے۔ بات صرف الفاظ کی نہیں ہے بلکہ محاوروں کی بھی ہے۔آج کثرت سے انگریزی اسماء اور اردو مصادر کو جوڑ

کر محاورے از خود بنتے جا رہے ہیں۔ صحیح معنوں میں کہا جائے تو یہ محاورے حشرات الارض کی طرح ہمارے سماج میں پھیل گئے ہیں۔ ذیل میں نموتاً کچھ مثالیں دی جاتی ہیں:

Cut کرنا	C	Default کرنا	D
Paste کرنا	P	Pin Point کرنا	P
Log-in ہونا	L	Underline کرنا	U
Log-out ہونا	L	Force کرنا	F
Cut مارنا	C	Shut down کرنا	S
Line مارنا	L	Outing پر جانا	O
Politics کرنا	P	Book کرنا	B
Ice کرنا	I	Rights دینا	R
Sleve Create کرنا	S	Fill-up کرنا	F
Heavy ہونا	H	Hand دینا	H
OK کرنا	O	Space دینا	S
Mind میں Register کرنا	M	Lesson ملنا	L
Mix-up کرنا	M	Hot ہونا	H
Confuse کرنا/ہونا	C	Heat چڑھنا	H

C	Cool کرنا/ہونا	D	Download کرنا
P	Pool کرنا	S	Save کرنا
C	Count کرنا	M	Minimise کرنا
L	Lead کرنا	P	Punch مارنا/پکڑنا
S	Settle ہونا/کرنا	G	Game کرنا/کھیلنا
D	Down ہونا/کرنا	D	Dance کرنا/کرانا
D	Dose دینا	H	Headache کرنا/ہونا
C	Class لینا	S	Sight مارنا
F	Fire کرنا/ہونا	S	Smell کرنا
D	Dodge کرنا/ہونا	F	Follow کرنا
C	Cross کرنا/ہونا	B	Back مارنا
K	Kick مارنا	C	Chat کرنا
P	Propose کرنا	F	Face کرنا
B	Break کرنا/ہونا	S	Step اٹھانا
A	Action لینا	F	Focus کرنا
L	Loose چھوڑنا	S	Set-up کرنا
C	Charge ہونا	C	Charge ہونا

حیدرآباد کے لوک گیت جو کہ ہماری قدیم دکنی تہذیب کا ایک اہم حصہ ہیں اگر چہ قدیم زمانے میں ہر موقع پر لوک گیت گائے جاتے تھے جیسے شادی بیاہ کے گیت، مذہبی گیت، رومانی گیت، مزاحیہ گیت، بچے کی پیدائش کے گیت اور تہواروں کے گیت وغیرہ۔ آج شہر حیدرآباد کی تیز رفتار زندگی میں لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ گیت وغیرہ گائیں بلکہ ماڈرن زمانہ ہونے کی وجہ سے ڈی۔ جے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

البتہ حیدرآباد کے آس پاس کے گاؤں دیہاتوں میں صرف شادی بیاہ کے موقع پر کچھ مزاحیہ لوک گیت سننے کو مل جاتے ہیں جس کی کچھ مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں:

(۱)

سمدن کھوگئی ماں، چار مینار کی سڑک پو
سمدن کھوگئی ماں، چار مینار کی سڑک پو
سمدن کھوگئی ماں ۔۔۔

ادھر دیکھی ادھر دیکھی لارڈ بازار کی گلیاں
ادھر دیکھی ادھر دیکھی لارڈ بازار کی گلیاں
سمدن مل گئی ماں، چوڑی والے کی دوکان پو
سمدن مل گئی ماں، چوڑی والے کی دوکان پو
سمدن کھوگئی ماں ۔۔۔

ادھر دیکھی ادھر دیکھی مدینہ کی گلیاں

ادھر دیکھی ادھر دیکھی مدینہ کی گلیاں

سمدن مل گئی ماں، کپڑے والے کی دوکان پہ

سمدن مل گئی ماں، کپڑے والے کی دوکان پہ

سمدن کھوگئی ماں۔۔۔

ادھر دیکھی ادھر دیکھی چار کمان کی گلیاں

ادھر دیکھی ادھر دیکھی چار کمان کی گلیاں

سمدن مل گئی ماں، سونے چاندی کی دوکان پہ

سمدن مل گئی ماں، سونے چاندی کی دوکان پہ

سمدن کھوگئی ماں۔۔۔!

(۲)

سمدن میری، بھولی بھولی گے ماں

ہائے! سمدن میری، بھولی بھولی گے ماں

ائی یو! سمدن میری، بھولی بھولی گے ماں

سمدن میری۔۔۔

ادھ سیر کے کڈّ و کھائے

سولہ(۱۶) ڈبے گھی کے کھائے

آواز: (اچھا کھائی ماں)

ادھ سیر کے لڈّو کھائے

سولہ (۱۶) ڈبے گھی کے کھائے

سمدن میری، بھوکی رہ گئی ماں

ہائے! سمدن میری، بھوکی رہ گئی ماں

ائی یو! سمدن میری، بھوکی رہ گئی ماں

سمدن میری۔۔۔

سانپاں سرانے رکھی

بچھواں پینتی رکھی

سانپاں سرانے رکھی

بچھواں پینتی رکھی

سمدن میری، مچھر سے ڈر گئی ماں

ہائے! سمدن میری، مچھر سے ڈر گئی ماں

ائی یو! سمدن میری، مچھر سے ڈر گئی ماں

سمدن میری۔۔۔

آئے گئے چونڈا پکڑی

سمدن کی ساڑی پھاڑی

آئے گئے چونڈا پکڑی

سمدن کی ساڑی پھاڑی

سمدن میری، لڑ نا نہ جانے ماں

ہائے! سمدن میری، لڑ نا نہ جانے ماں

ائی یو! سمدن میری، لڑ نا نہ جانے ماں

سمدن میری۔۔۔۲

(۳)

سمدن میری بھولی ری

بھر پھولوں کی ساڑی

سمدن میری۔۔۔

پلّو کو لگا چھچھڑا

پلّو کو لگا چھچھڑا

تجھے لے کو گیا ہجھڑا

بھر پھولوں کی ساڑی

سمدن میری۔۔۔

پلّو کو لگا عطر

پلّو کو لگا عطر

تجھے لے کو گیا مہتر ری

بھر پھولوں کی ساڑی

سمدن میری۔۔۔

پلّو کو لگا انگور

پلّو کو لگا انگور

تجھے لے کو گیا لنگور ری

بھر پھولوں کی ساڑی

سمدن میری۔۔۔۳

(۴)

ادرک کا چوبا چبا دونگی

سمدن جانے نہ دونگی

ادرک کا چوبا۔۔۔

ہماری سمدن کو کپڑوں کا شوق ہے

ہماری سمدن کو کپڑوں کا شوق ہے

کپڑے والے سے نکاح پڑا دونگی

سمدن جانے نہ دونگی

ادرک کا چوبا۔۔۔

ہماری سمدن کو پھولوں کا شوق ہے

ہماری سمدن کو پھولوں کا شوق ہے

پھول والے سے نکاح پڑادونگی

سمدن جانے نہ دونگی

ادرک کا چوبا۔۔۔

ہماری سمدن کو چپلوں کا شوق ہے

ہماری سمدن کو چپلوں کا شوق ہے

چپل والے سے نکاح پڑادونگی

سمدن جانے نہ دونگی

ادرک کا چوبا۔۔۔

ہماری سمدن کو بچوں کا شوق ہے

ہماری سمدن کو بچوں کا شوق ہے

ہجڑے سے نکاح پڑادونگی

سمدن جانے نہ دونگی

ادرک کا چوبا۔۔۔ ۴۴

(۵)

دلہا گاؤں کا گنوار

دلہن بولتی بی نیں

دلہا گاؤں کا۔۔۔

شملہ چھوڑ تا بی نیں

ہیٹ پینتابی نیں

شملہ چھوڑ تا بی نیں

ہیٹ پینتابی نیں

دلہا گاؤں کا۔۔۔

بوٹ پینتابی نیں

چپل چھوڑ تا بی نیں

بوٹ پینتابی نیں

چپل چھوڑ تا بی نیں

دلہا گاؤں کا۔۔۔۵؎

(٦)

آئیوں ماں!

دولہے کے نہ قدرے لوگاں

آئیو ماں!۔۔۔

دلہا آتا بول کو میں فرش کرائی

دلہا آتا بول کو میں فرش کرائی

آئیو ماں! بوریہ پو بیٹھنے کے لوگاں

آئیو ماں! مٹی پو لوٹنے کے لوگاں

آئیو ماں! ۔۔۔

دلہا آتا بول کو میں بیڑے بنائی

دلہا آتا بول کو میں بیڑے بنائی

پکے پکے پانوں کے بیڑے بنائی

آئیو ماں! پتوں کے چابنے کے لوگاں

آئیو ماں! ۔۔۔ ۶؎

(۷)

دلہا دھوم مچایا ماں

ایسے چکڑ پانی میں

کیسی دھوم مچایا ماں

ایسے چکڑ پانی میں

دلہا دھوم ۔۔۔

میں سمجھی تھی بن ٹھن کو آئے نگا

میں سمجھی تھی بن ٹھن کو آئے نگا

لوٹ پوٹ کو آیا ماں

ایسے چکڑ پانی میں

دلہا دھوم ۔۔۔

میں سمجھی تھی سج دھج کو آئے نگا

میں سمجھی تھی سج دھج کو آئے نگا

بھیگ بھاگ کو آیا ماں

ایسے چکڑ پانی میں

دلہا دھوم ۔۔۔

اماں کا تماشہ، ساسوں کو دکھایا

اماں کا تماشہ، ساسوں کو دکھایا

خوب دھوم مچایا ماں

ایسے چکڑ پانی میں

دلہا دھوم ۔۔۔

بہنوں کا تماشہ، سالیوں کو دکھایا

بہنوں کا تماشہ، سالیوں کو دکھایا

کیسی دھوم مچایا ماں

ایسے چکڑ پانی میں

دلہا دھوم ۔۔۔ ے

(۸)

سمدن کو شیخنی پوٹھی پڑو

سمدن کی شیخنی پوٹھی پڑو

اجی! سمدن کی شیخنی پوٹھی پڑو

میں شرم سے مرگئی منی کے باوا

سمدن کی شیخنی پوٹھی پڑو

سمدن کے لمبے بالاں میں جل گئی

اللہ! سمدن کے لمبے بالاں میں جل گئی

جھٹکے سے دالی کمر پو چوٹی

نکل گیا دو بالش کا چوٹلا

سمدن کی! ہائے ہائے

سمدن کی شیخنی پوٹھی پڑو

میں شرم سے مرگئی پاشو کے باوا

سمدن کی شیخنی پوٹھی پڑو

میں شرم سے مرگئی چھوٹو کے باوا

سمدن کی شیخنی پوٹھی پڑو

میں شرم سے مرگئی چھوٹی کے باوا

سمدن کی شیخی پو مٹھی پڑو

سمدن کے اجلے داتاں میں جل گئی

اللہ! سمدن کے اجلے داتاں میں جل گئی

شیخی میں آ کوڈلّی جو کتری

نکل گیا ۳۲ داتوں کا چوکڑا

سمدن کی! ہائے ہائے

سمدن کی شیخی پو مٹھی پڑو

میں شرم سے مرگئی بی بو کے باوا

سمدن کی شیخی پو مٹھی پڑو

میں شرم سے مرگئی ہورو کے باوا

سمدن کی شیخی پو مٹھی پڑو

سمدن کا کالا چشمہ میں جل گئی

اللہ! سمدن کا کالا چشمہ میں جل گئی

شیخی میں آ کو چشمہ اتاری

دک کو گیا جی آنکھی کا پھولاّ

سمدن کی! ہائے ہائے
سمدن کی شیخی پوٹھی پڑو

میں شرم سے مرگئی گوری کے باوا
سمدن کی شیخی پوٹھی پڑو
میں شرم سے مرگئی شیخو کے باوا
سمدن کی شیخی پوٹھی پڑو
سمدن کی شیخی پوٹھی پڑو
میں شرم سے مرگئی گیارہ بچوں کے باوا
سمدن کی شیخی پوٹھی پڑو
میں شرم سے مرگئی بچوں کے باوا
سمدن کی شیخی پوٹھی پڑو۸؎

(۹)

سنو محلے والو میری کالی مرغی کھوگئی نا
سنو محلے والو میری کالی مرغی کھوگئی نا
سنو محلے والو میری کالی مرغی کھوگئی نا

ساس پوچھے بہو بیگم خاصے میں کیا پکائے تم
ساس پوچھے بہو بیگم خاصے میں کیا پکائے تم

تو میں بولی جی! کیا بولی جی

جواری کی روٹی امباڑے کی بھاجی، کالی مرغی کھوگئی نا

سنو محلے والو۔۔۔

نند پوچھے بھابی بیگم خاصے میں کیا پکائے تم

نند پوچھے بھابی بیگم خاصے میں کیا پکائے تم

تو میں بولی جی! کیا بولی جی

باسی روٹی سالن، کالی مرغی کھوگئی نا

سنو محلے والو۔۔۔

سیاں پوچھے میری بیگم خاصے میں کیا پکائے تم

سیاں پوچھے میری بیگم خاصے میں کیا پکائے تم

تو میں بولی جی! کیا بولی جی

مرغی کا سالن گھی کے پراٹے، کالی مرغی مل گئی نا

سنو محلے والو۔۔۔۹

(۱۰)

بنے تیرے جیبوں کو ہیرے لگے

بنے تیرے جیبوں کو ہیرے لگے

بنے تیرے جیبوں کو ہیرے لگے

اشرفیاں لٹاتا آیا بنا

بنے تیرے باز وک اماں کھڑے

ساسوں کو نچاتے آیا بنا

بنے تیرے جیبوں کو ہیرے لگے

اشرفیاں لٹاتے آیا بنا

بنے تیرے باز وک باوا کھڑے

سسرے کو نچاتے آیا بنا

بنے تیرے باز وکو ہیرے لگے

اشرفیاں لٹاتے آیا بنا

بنے تیرے باز وک بہناں کھڑے

سالیوں کو نچاتے آیا بنا

بنے تیرے جیبوں کو ہیرے لگے

اشرفیاں لٹاتے آیا بنا

بنے تیرے باز وک بھایاں کھڑے

سالوں کو نچاتے آیا بنا

بنے تیرے جیبوں کو ہیرے لگے

اشرفیاں لٹاتے آیا بنا۱۰

مذکورہ تمام لوک گیتوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ ان گیتوں میں خالص دکنی زبان موجود ہے جو ہماری قدیم دکنی تہذیب کو آج بھی زندہ جاوید رکھنے میں اپنا اہم رول انجام دے رہی ہے۔

اس مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد میں جو قدیم دکنی بولی جاتی تھی وہ مرورِایام کے ساتھ نفیس اردو میں تبدیل ہوتی گئی۔ تاہم حیدرآبادی لب و لہجے اور حیدرآبادی اردو کے مخصوص الفاظ، فقرے، تراکیب اور محاورے آج بھی اس میں شامل ہیں جس کی وجہ سے حیدرآبادی اردو کی ایک الگ شناخت قائم ہوتی ہے۔ برسوں تک اس زبان کی ساکھ قائم رہی۔ تاہم آزادی کے بعد اور خاص طور پر بیسویں صدی کے ساتویں آٹھویں دہائیوں کے بعد اس میں تبدیلی آنی شروع ہوئی اور جب انفارمیشن تکنالوجی نے ہندوستانی زبانوں کو اپنی گرفت میں لے لیا تو ان کی ہیئتیں تبدیل ہونے لگیں۔ حیدرآبادی اردو بھی اس لپیٹ میں آ گئی اور آج بڑی تیزی سے حیدرآبادی اردو کا ڈھانچہ بدل رہا ہے۔ مستقبل میں لگتا ہے کہ اس میں اور تبدیلیاں آئیں گی۔ تاہم ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ حیدرآبادی لب ولہجہ کی جو مٹھاس ہے وہ آج بھی سماج میں قائم ہے۔ ہر چند حیدرآبادی اردو پر انگریزی کا بڑا اثر پڑا ہے مگر وہ اثرات بھی حیدرآبادی لب ولہجہ سے بچ نہیں سکے ہیں۔ چناں چہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ مستقبل قریب میں حیدرآبادی اردو میں کوئی ایسی بڑی تبدیلی نہیں آئے گی کہ وہ مکمل طور پر اپنی شناخت کھودے۔

حوالے :

۱۔ مقالہ برائے ایم۔فل،ثمینہ بیگم۔

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ youtube

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً

باب سوم

حیدرآبادی اردو کا لسانی مطالعہ

حیدرآبادی اردو سے مراد شہر حیدرآباداوراس کے اطراف واکناف میں بولی جانے والی اردو زبان ہے۔ جسے ہم قدیم دکنی کی ترقی یافتہ صورت کہہ سکتے ہیں۔شہر حیدرآباد میں مختلف علاقوں، تہذیبوں، مذاہب اور زبانوں کے بولنے والے بستے ہیں جس کی وجہ سے خالص دکنی اردو جوکبھی قدیم حیدرآباد میں بولی جاتی تھی وہ آج ان مختلف رنگوں سے گھل مل کر معیاری اردو سے الگ اپنا ایک نیا رنگ اختیار کر چکی ہےاوراپنی منفرد خصوصیات کی بنا پر وہ اپنی الگ شناخت کی حامل ہوگئی ہے۔

زیر بحث باب میں حیدرآبادی اردو کالسانی تجزیہ پیش کیا جائے گا۔صوتیاتی سطح پرصوتی تخفیف، حذف صوت، اضافہ صوت، تبدیلی صوت، انفی آوازوں کا استعمال، تقدیم وتاخیر،مصمتوں اورمصوتوں کی ایک دوسرے سے تبدیلی، ہکاریت، عدم ہکاریت، اضافہ ہکاریت، اعراب کا اضافہ اور مشدد الفاظ جیسی مختلف تبدیلیوں کا مطالعہ کیا جائے گا۔

صرفی سطح پر حیدرآبادی اردو کے اسماء، ضمائر، صفات اور افعال وغیرہ کا جائزہ لیا جائے گا۔ نحویاتی اورمعنیاتی سطح پر جملوں کی ساخت اوران کی ترتیب کا مطالعہ کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں حیدرآبادی اردو کے محاورے،ضرب الامثال، روزمرہ،مستعار ترجمے اورتذکیرو تانیث وغیرہ کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر علاقائی زبانوں پر حیدرآبادی اردو کے اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ذیل میں اس لسانی مطالعہ کا خاکا پیش ہے۔

خاکہ نمبر(۱)

صوتیات اسماء

ضمائر صرفیات

تخفیف صوت صفات نحویات

حذف صوت افعال معنیات

اضافہ صوت حروف تجائیہ

تبدیلی صوت محاورے

انفی آوازیں ضرب الامثال

تقدیم وتاخیر روزمرہ

مصمتے اور مصوتہ کی تبدیلی تذکیروتانیث

عدم ہکاریت

اضافہ ہکاریت

اعراب کا اضافہ یا تبدیلی

مشدد الفاظ

تلگو

راست دیگر زبانوں کے اثرات

بالراست مراٹھی

مخصوص حیدرآبادی الفاظ

صوتیات

سب سے پہلے ہم لسانیات کی ایک اہم شاخ صوتیات کے حوالے سے حیدرآبادی اردو کا مطالعہ کریں گے۔صوتیات میں کسی زبان کا مطالعہ اس مقصد کے تحت کیا جاتا ہے کہ یہ دیکھیں کہ اس زبان میں آوازوں میں تبدیلی کس طرح رونما ہوتی ہےاوراس تبدیلی کی وجہ سے زبان پر کیااثرات مرتب ہوتے ہیں وغیرہ۔کسی زبان کے مطالعے میں صوتیات کا مطالعہ کافی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔اس ضمن میں گلسن کا بیان نقل کرتے ہوئے پروفیسر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

''کسی بھی زبان میں اس کی گرامر کے پچاس فیصدی اور ذخیرہ الفاظ کے دس فیصدی علم سے کام چلایا جاسکتا ہےلیکن اگر اصوات کا سو فیصدی علم نہ ہوتو ایک جملہ بھی صحیح نہیں بولا جاسکتا۔''[1]

چناں چہ صوتیات کی اہمیت کے پیش نظر ہم حیدرآبادی اردو کےصوتیاتی مطالعہ کواولیت دیں گےاوراس کا مطالعہ درج ذیل خاکے کے مطابق کریں گے۔

خاکہ نمبر (۲)

تخفیف صوت

حزفِ صوت

اضافہ صوت

تبدیلی صوت

تقدیم وتاخیر معہ انفی آوازیں

حذف وتبدیلی صوت

تقدیم وتاخیر

تقدیم وتاخیر

معہ اضافہ وتبدیلی صوت صوتیات

مضمون اور مصوتوں کی تبدیلی

ح

ہ عدم ہکاریت

ھ

اضافہ ہکاریت

اعراب کا اضافہ یا تبدیلی

راست مشدد

حرف یا حروف کو حذف یا

مشدد الفاظ

تبدیلی کر کے مشدد کرنا

(ا) تخفیف صوت

''تخفیف صوت'' سے مراد الفاظ میں آوازوں کو خفیف یعنی چھوٹی کر کے استعمال کرنا۔ یہاں جن آوازوں میں تخفیف کی گئی ہے ان کے حروف کو حذف کر کے درج کیا گیا ہے تا کہ تخفیف صوت کے عمل کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔ حیدرآبادی اردو میں تخفیف صوت کی مثالیں کچھ اس طرح دیکھی گئی ہیں:

اردو	حیدرآبادی اردو
مانگنا	منگنا
غائب	غیب
آرام	آرم
آدمی	ادمی
اونچا	اُنچا
مٹھائی	مٹھئی
بےادبی	بیدبی
باورچی	بورچی/ ببورچی
ڈھائی	ڈھئی
ساتھ ہی	ساتی
آنگن	انگن
تیسری	تسری

تسبیح	تسبی
آواز	اواز
پھاوڑا	پھوڑا
آستین	استین
جاگنا	جگنا وغیرہ

(۲)حذفِ صوت

حیدرآبادی اردو کے کئی الفاظ میں حذفِ صوت کا عمل واقع ہوتا ہے حذفِ صوت اس عمل کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے۔حذفِ صوت ''ا'' ''الف'' کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

اردو	حیدرآبادی اردو
فائدہ	فئدہ
معائنہ	معئنہ
جانور	جنور
چکنائی	چکنئی
داماد	دامد
بادام	بادم
خشخاش	خش خش
بالانگر	بال نگر

سامان	سامن
اتھلا	اتّھل
باولا	بَولا
تالاب	تلاب
لڑائی	لڑئی
چڑیا	چُڑی

حذفِ صوت ''ا'' اور ''ے'' کی مثالیں:

بےایمان	بے مان
بےایمانی	بے مانی

حذفِ صوت ''ت'' کی مثالیں:

گوشت	گوش
یاداشت	یاداش
براداشت	برداش
بالشت	بالش/بلش

حذفِ صوت ''ح'' اور ''ا'' کی مثالیں:

خداحافظ	خدافظ/خدافس

حذفِ صوت ''د'' کی مثالیں:

پیوند	پیون
پانی کی بوند	پانی کا بون

حذفِ صوت ''ر'' کی مثالیں:

لیکر جاؤ	لیک جاؤ

حذفِ صوت ''ع'' کی مثالیں:

بدمعاش	بدماش

حذفِ صوت ''نونِ غنہ'' کی مثالیں:

کھونٹی	کھوکی
پھینکنا	پھیکنا
دانت	دات
کھانسی	کھاسی
چھینک	چھیک
گھونٹ	گھوٹ/گھٹ
ہونٹ	ہوٹ
بانٹنا	باٹنا
بھونکنا	بھوکنا

ٹانکنا	ٹاکنا
ٹونٹی	ٹوٹی
جونک (کیڑا)	جوک

حذفِ صوت ''ؤ'' کی مثالیں:

مولوی صاحب	مولی صاب/مول صاحب
چوڑی	چڑی

حذفِ صوت ''ؤ'' اور ''ت'' کی مثالیں:

درخواست	درخاس
برخواست	برخاس

حذفِ صوت ''ء'' کی مثالیں:

روپئے	روپے
اجوائن	اجوان

حذفِ صوت ''ے'' کی مثالیں:

رہنے دو	رہن دو
جانے دو	جان دو
شاید	شاد
آئینہ	آئنہ

ادھیڑ	ادھڑ
بٹیر	بٹر
اطمینان	اطمنان
بھیگنا	بھگنا
جھینگا	جھنگا

(۳)اضافہ صوت

حیدرآبادی اردو کے کئی الفاظ میں اضافہ صوت واقع ہوتا ہے۔اس خصوص میں پہلے ''الف'' کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

اردو	حیدرآبادی اردو
تم کو	تما کو
ہم کو	ہما کو
میں پن	میں پنا
کیل	کیلا
بچپن	بچپنا
کری پتّہ	کریاپاک
آمدنی	آمدانی
انسٹھ	انساٹھ

ٹیک	ٹیکا
کاج	کاجا
سنگت	سنگات

اضافہ صوت ''ب'' کی مثالیں:

موسمی	موسمبی
لیمو	لیمبو/ نیمبو

اضافہ صوت ''پ'' کی مثالیں:

چوّن	چوپن

اضافہ صوت ''ر'' کی مثالیں:

تہتّر	ترہتر
چوہتر	چورہتر

اضافہ صوت ''نونِ غنہ'' کی مثالیں:

بیج	بینج
بجالا	بنجالا
بھاپ	بھانپ
چوالیس	چنوالیس
سوچ	سونچ

اضافہ صوت ''ء'' کی مثالیں:

سوئی	سوئیں

اضافہ صوت ''و'' کی مثالیں:

مینڈک	مینڈوک
کُتھی میر	کوتمیر

اضافہ صوت ''ی'' کی مثالیں:

ریت	ریتی

اضافہ صوت ''ے'' کی مثالیں:

بچپن میں	بچپنے میں
بھنڈی	بھینڈی

(۴) تبدیلی صوت

تبدیلی صوت سے مراد ایک حرف کی جگہ پر دوسرے حرف کا استعمال ہے۔ حیدرآبادی اردو میں بھی یہ صوتیاتی عمل دیکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً ''الف'' کی جگہ ''م'' کا استعمال:

بھاگا بھاگ	بھاگم بھاگ

''ا'' کی جگہ ''و'' کا استعمال:

کٹائی	کٹوئی
سلائی	سلوئی
کھدائی	کھدوئی

جہاں حرف الف ''و'' میں تبدیل ہوتا ہے وہیں اس کے برعکس حرف ''و'' کو ''الف'' میں تبدیل کر کے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے:

بھگونا	بھگانا
پرونا	پرانا

''ا'' کی جگہ ''ے'' کا استعمال:

الائچی	ایلچی
پچاسی	پچیسی
پچانوے	پچینو
غلاف	غلیف

اس کے برعکس ''یے'' کو ''الف'' میں بدلا جاتا ہے:

یخنی	اخنی
یرقان	ارقان

حرف ''ا'' کی جگہ ''ئے'' کا استعمال:

پاجامہ	پئے جامہ/ پئے جما

حرف ''ب'' کی حرف ''پ'' میں تبدیلی کچھ اس طرح سے ہوتی ہے:

سیب	سیپ
بھٹکنا	پھٹکنا

’’ب‘‘ کی جگہ ’’و‘‘ کا استعمال:

کباب	کواب
رباب	رواب

اس کے بالکل برعکس ’’و‘‘ کی جگہ ’’ب‘‘ کا استعمال کیا جاتا ہے:

تراویح	ترابیح (ترابے)

’’ت‘‘ کی جگہ ’’پ‘‘ کا استعمال:

یاقوت پورہ	یاقوپ پورہ

’’ت‘‘ کی جگہ ’’ٹ‘‘ کا استعمال:

ناشتہ	ناشٹہ
تانگہ	ٹانگہ

اس کے برعکس ’’ٹ‘‘ کو ’’ت‘‘ میں تبدیل کر کے بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً:

سیل بٹہ	سیل بتہ
ٹھنڈا	تھنڈا
ٹھاٹ	تھاٹ
ٹھڈی	تھڈی

’’ت‘‘ کی جگہ ’’چ‘‘ کا استعمال:

انتالیس	انچالیس

’’ت‘‘ کی جگہ ’’د‘‘ کا استعمال:

پرت	پرد

جہاں ’’ت‘‘ ’’د‘‘ میں تبدیل ہوتا ہے وہیں ’’د‘‘ کی ’’ت‘‘ میں بھی تبدیلی ہوتی ہے مثلاً:

صدقہ	صتقہ
تدفین	تتفین

’’ت‘‘ کی جگہ ’’ک‘‘ کا استعمال:

سوتن	سوکن

’’پ‘‘ کی جگہ ’’ک‘‘ کا استعمال:

منڈپ	منڈک

’’پھ‘‘ کی جگہ ’’ف‘‘ کا استعمال:

پھوخل	فوخل

’’ج‘‘ کی جگہ ’’ز‘‘ کا استعمال:

مزاج	مزاز
زنجیر	زنزیر

اس کے برعکس ’’ز‘‘ کی ’’ج‘‘ سے بھی تبدیلی ہوتی ہے:

زچہ	جچہ

’’ج‘‘ کی جگہ ’’ز‘‘ کا استعمال:

جلدی	زلدی

''ح'' کی جگہ ''ا'' کا استعمال:

صبح	صبا
ذبح	ذبا

''ح'' کی جگہ ''ے'' کا استعمال:

سحری	سیری
مصلحت	مصلیت

''خ'' کی جگہ ''غ'' کا استعمال:

خراٹے لینا	غراٹے لینا

''د'' کی جگہ ''ذ'' کا استعمال:

گنبد	گنبذ

''د'' کی جگہ ''ڈ'' کا استعمال:

چراندا	چرانڈا

اس کے برعکس ''ڈ'' ''د'' میں تبدیل ہوتا ہے مثلاً:

ڈیڑھ	دیڑھ
ڈالنا	دالنا
ڈاڑھی	داڑی
پنڈلی	پندڑی

''د'' کی جگہ ''ڑ'' کا استعمال:

بدزبان	بڑزبان

''د'' کی جگہ ''ل'' کا استعمال:

گدگدی	گدگلی/گجگلی

''ر'' کی جگہ ''ا'' کا استعمال:

ٹماٹ	ٹماٹا

حرف ''ر'' کا ''ڑ'' میں تبدیل ہونا۔کبھی ''ر'' کی آواز ''ر'' اور ''ڑ'' کی درمیانی آواز کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔مثلاً:

گردن	گڑدن
برتن	بڑتن
گردے	گڑدے
گھر،گھورے	گھڑ
پردادا	پڑدادا
پرنانا	پڑنانا

حرف ''ر'' کا ''ل'' میں تبدیل ہونا:

دیوار	دیوال
رگڑنا	لگڑنا

دارچینی	دال چینی
آبشورہ	آبشولہ
رگڑا	لگڑا

حرف ''ز'' کا ''س'' میں تبدیل ہونا:

دواساز	دواساس

حرف ''ڑ'' کا ''ڈ'' میں تبدیل ہونا:

بوڑھا	بوڈا

حرف ''س'' کا ''ش'' میں تبدیل ہونا:

کنجوس	کنجوش
پستہ	پشتہ

حرف ''ش'' کا ''س'' میں تبدیل ہونا:

ناش پاتی	ناس پتی

حرف ''ط'' کا ''د'' میں تبدیل ہونا:

بطخ	بدق/ بدخ

حرف ''ع'' کا ''ا'' میں تبدیل ہونا:

عقل	اقّل

حرف ''ع'' کا ''ح'' میں تبدیل ہونا:

عقیقہ	حقیقہ

حرف ''ف'' کا ''ب'' میں تبدیل ہونا:

کفگیر	کبگیر

حرف ''ف'' کا ''و'' میں تبدیل ہونا:

تصفیہ	تصویہ

حرف ''ق'' کا ''غ'' میں تبدیل ہونا:

قالین	غالین
نقد	نغد

حرف ''ق'' کا ''ک'' میں تبدیل ہونا:

قفل	کُفل (رائلسیما میں کُفُل اور کُلُف)

اس کے برعکس ''ک'' کی تبدیلی ''ق'' میں بھی ہوتی ہے۔مثلاً:

چکما	چقما

حرف ''ک'' کا ''گ'' میں تبدیل ہونا:

چکٹ	چگٹ
ٹکٹ	ٹگٹ
پھوکٹ	پھگٹ
ٹوٹکا	ٹوٹگا

حرف ''کھ'' کا ''ق'' میں تبدیل ہونا:

راکھ	راق

حرف ''گ'' کا ''ب'' میں تبدیل ہونا:

ساگودانہ	سابودانہ

حرف ''گ'' کا ''غ'' میں تبدیل ہونا:

درگاہ	درغا

حرف ''ل'' کا ''پ'' میں تبدیل ہونا:

جھلک	جھپک

حرف ''ل'' کا ''ڑ'' میں تبدیل ہونا:

بلبلا	بُڑبُڑا

حرف ''م'' کا ''ن'' ''ب'' میں تبدیل ہونا:

بدنامی	بدلامی
نوچنا	لوچنا/ چومٹی لینا
ننگے پاؤں	لنگے پاؤں

حرف ''ن'' کا ''م'' میں تبدیل ہونا:

سنسان	سمسام
چونٹی	چمٹی/چمٹی
گھرسنسار	گھرسمسار

حرف ''نھ'' کا ''م'' میں تبدیل ہونا:

سنبھال	سمبال
سنبھلا	سمبلا

حرف ''و'' کا ''ر'' میں تبدیل ہونا:

خوبانی	خربانی

حرف ''و'' کا ''ی'' میں تبدیل ہونا:

چھونا	چھینا

حرف ''ہ'' کا ''و'' میں تبدیل ہونا:

کہنی	کونی

حرف ''ہ'' کا ''ھ'' میں تبدیل ہونا:

نہانا	نھانا
بہن	بھین
مہنگا	مھنگا
بہو	بھو
بہنوئی	بھونوئی
اکہرا	اکھیرا

حرف ''ھ'' کا ''ہ'' میں تبدیل ہونا:

پچھتر	پچہتر

حرف ''ہ'' کا ''ی'' میں تبدیل ہونا:

سہلانا	سیلانا
پہنّا	پینّا
لہسن	لیسن
سہرا	سیرا
پہلوان	پیلوان
ٹہلنا	ٹیلنا
مسہری	مسیری

حرف ''ء'' کا ''و'' میں تبدیل ہونا:

تئیس	تیویس

حرف ''ے'' کا ''و'' میں تبدیل ہونا:

کھویا	کھووا

حرف ''یائے'' کا ''ی'' میں تبدیل ہونا:

چائے	چائی
رائے	رائی
گائے	گائی

(۵) انفی صوتوں کا استعمال

انفی صوتیے وہ ہوتے ہیں جن کی ادائیگی میں آواز منھ کی بجائے ناک کے خلا سے باہر آتی ہے۔ ''م'' اور ''ن'' انفی صوتیے ہیں۔ حیدرآبادی اردو میں انفی صوتیے کی مثالیں عام طور پر ملتی ہیں۔ مثلاً:

چاول	چانول
گھاس	گھانس
کروٹ	کرونٹ
ہوگا	ہونگا
سوچنا	سونچنا
سوتیلا	سونتیلا
سوتیلی	سونتیلی
گھوسا	گھونسا

(٦) تقدیم وتاخیر

تقدیم وتاخیر سے مراد الفاظ میں حروف کی ترتیب کو آگے سے پیچھے یا پیچھے سے آگے کرنا۔ جیسے:

پتھر	پھتر
گدھا	گھدا
پہچانا	پچھانا
بہنوئی	بھونئی/ بہن وئی

چٹکی	چکٹی
ننھا	نھنا (مشدد + تقدیم وتاخیر)
پپوٹا	پوپٹا
ٹانگنا	ٹنگانا

راست تقدیم وتاخیر کے علاوہ تقدیم وتاخیر کے دو اور اصول نمودار ہوتے ہیں۔

(الف) تقدیم وتاخیر معہ حذفِ صوت وتبدیلی صوت

(ب) تقدیم وتاخیر معہ اضافہ صوت وتبدیلی صوت

(الف) تقدیم وتاخیر معہ حذفِ صوت وتبدیلی صوت کی مثالیں کچھ اس طرح سے ہیں:

اندھا	ہندا
اوندھا	ہوندا
اودھم	ہودم
اندھیرا	ہندیرا
آنولہ	اونلہ
چورانوے	چورینو
چھیانوے	چھینو
ستانوے	ستینو
سانولا	سونلا

(ب) تقدیم وتاخیر معہ اضافہ صوت وتبدیلی صوت کی مثالیں کچھ اس طرح ہیں:

حیدرآبادی اردو	اردو
ہیڑا	ہاڑ
پھایا	پایا
کھاندا وغیرہ	کندھا

(۷) مصمتوں اور مصوتوں کی تبدیلی

اس اصول میں یا تو دو مصوتوں کی ایک دوسرے سے تبدیلی ہوتی ہے یا مصمتوں کی جگہ مصوتوں سے تبدیلی ہوتی ہے:

حیدرآبادی اردو	اردو
اکاایک	یکا یک
رکھ کے	رکھ کر

(۸) عدم ہکاریت

عدم ہکاریت میں حیدرآبادی اردو کے ان الفاظ کو درج کیا گیا ہے جن میں ''ح''، ''ہ'' اور ''ھ'' کو حذف کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔

(الف) عدم ہکاریت ''ح'' کی مثالیں کچھ اس طرح ہیں:

حیدرآبادی اردو	اردو
مرم پٹّی	مرہم پٹّی

ملاح	ملاّ
جراح	جرّا

(ب) عدم ہکاریت ''ہ'' کی مثالیں:

آرہی ہوں	آریوں
آرہا ہوں	آروں (عدم ہکاریت + حذف صوت)
بتاتا ہوں	بتاتوں (عدم ہکاریت + حذف صوت)
بتاتی ہوں	بتاتیوں
سہیلی	سیلی
تمھارے پاس	تمارے پاس/تمار پاس
وہاں	واں
کہاں	کاں
یہاں	یاں
کہیں	کیں
یہیں	ییں
نہیں	نیں
تمھارا	تمارا
پرہیز	پریز

دولہا	دولا
دولہن	دولن
ابلا ہوا	ابلاوا
پہنانا	پنانا
کمہار	کمار
گناہ	گنا

(ج) عدم ہکاریت ''ھ'' کی مثالیں:

اردو	حیدرآبادی اردو
کچھ بھی	کُچ بی
ادھر	اِدر
جدھر	جدر
کدھر	کدر
چبھن	چبن
بگھار	بگار
کبھی کبھار	کبی کبار
کھوکھلی	کھوکلی
گڈھا	گڑا (عدم ہکاریت + تبدیلی صوت)

ہاتھ	ہات
دودھ	دود
باندھنا	بندنا
ہاتھی	ہتّی (مشدد+حذف+عدم ہکاریت)
سیکھانا	سیکانا
پڑھانا	پڑانا
کنگھی	کنگی/کنگا
آدھا	آدا
تیڑھا،تیڑھی	تیڑا،تیڑی
سیدھا،سیدھی	سیدا،سیدی
اچنبھا	اچنبا
باندھا	بندا
پگھلا	پگلا
سیکھا	سکا
سیڑھی	سیڑی
گاڑھا	گاڑا
گوندھنا	گوندنا

اوڑھنی	اوڑنی
پیٹھ	پیٹ
ہتھیلی	ہتیلی
بھابھی	بھابی
بڑھئی	بڑئی
ہتھنی	ہتنی
مگرمچھ	مگرمچ
ہتھوڑی	ہتوڑی
پوچھن	پوچن
سوندھی	سوندی
مینڈھا	مینڈا
اڑھائی	اڑائی، اڑئی
بدھی	بدّی (پھولوں کا ہار)
پراٹھا	پراٹا
پیڑھی	پیڑی
ٹیڑھا	تیڑا (تبدیلی صوت + عدم ہکاریت)
چڑھاوا	چڑاوا

سمدھن	سمدن
سمدھی	سمدی
سنگھاڑا	سنگاڑا
گٹھلی	گٹلی
گچھا	گچا
مانجھے	منجے
آنکھ	آنک
آٹھ	آٹ
ساتھ	سات
دیکھ	دیک
سیکھ	سیک

(۹)اضافہ ہکاریت

اضافہ ہکاریت میں ایسے الفاظ کو درج کیا گیا ہے جس میں ''ھ'' کا اضافہ کیا گیا ہے ان الفاظ کی مثالیں درج ذیل ہیں:

اردو	حیدرآبادی اردو
تالی	تھالی
ملنا جلنا	ملنا جھلنا

انگار انگھار

لوٹا لوٹھا

الٹا الٹھا

مِٹی مَٹھی

مکوڑا،مکڑا مکھوڑا

مکڑی مکھڑی

چڑ چڑا چھڑ چھڑا

موتی موتھی

چوکی چوکھی

لکیر لکھیر

کنپٹی کنپٹھی/کان پٹھیاں

بانس بھانس

پسلی پھسلی

پٹی پیٹھی

کٹورا کٹھورا

کیکڑا کھیکڑا

لٹو لٹھو

لوبان لوبھان

(۱۰)اعراب کا اضافہ یا تبدیلی

اس زمرے میں حیدرآبادی اردو کے ان الفاظ کو درج کیا گیا ہے جن میں اعراب کا اضافہ یا ان میں تبدیلی کر کے استعمال کیا جاتا ہے:

اردو	حیدرآبادی اردو
بزرگ	بُزُرگ
ختم	ختم
عُرس	عُرَس
سَر	سِر
سَب	سُب
بے غیرت	بے غَرَت
برف	بَرَف
قتل	قَتَل
شرم	شَرَم
فرض	فَرَض
وقت	وَقَت
درد	دَرَد
زخم	زَخَم

نرم	نرَم
سخت	سخَت
گرد	گرَد
تخت	تخَت
فقط	فقَط
عمر	عمَر
نقد	نقَد
فرق	فرَق
صبر	صبَرق
فخر	فخَر
دفن	دفَن
ذکر	ذکَر
نظم	نظَم
نثر	نثَر
گرگِٹ	گرگُٹ
کم بخت	کم بخَت
فکر	فکَر

آخرکار	آخَرکار
ابر	ابَر
ابوبکر	ابوبکَر
اجر	اجَر
اخذ	اخَذ
پَون (زبر سے)	پُون (واو مجہول)
تعداد	تِعداد
جائَماز	جائِماز
جسم	جسَم
جشن	جشَن
جھینگر	جُھنگُر (حذف+اعراب کا اضافہ)
چَٹ پٹا	چُٹ پٹا
چِڑا	چُڑا

(۱۱)مشدد الفاظ

ایسے الفاظ جنھیں مشدد کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ مشدد الفاظ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔(الف)راست مشدد، (ب) حرف یا حروف کو حذف یا تبدیلی کر کے مشدد کرنا۔

(الف) راست مشدد الفاظ کی مثالیں کچھ اس طرح ہیں:

حیدرآبادی اردو	اردو
میٹّھا	میٹھا
اوپّر، اُپّر	اوپر
نچّے	نیچے
پچّھے	پیچھے
گلّی	گلی
پھکّا	پھیکا
کمّر	کمر
نمّک	نمک
شکّر	شکر
پیتّل، پتّل	پیتل
رزّق	رزق
جھومّر	جھومر
توّا	توا
حلّق	حلق
گلاّ	گلا
برّاق	براق

بَرَکت، برکت	برکّت
پھوپا	پھپّا
پھلی	پھلّی
طلاق	طلاّق
کھلا	کھلاّ

(ب) حرف یا حروف کو حذف یا تبدیل کر کے مشدد کیے گئے الفاظ کی فہرست درج ذیل ہیں:

ضرورت	ضرّت
مسجد	مجّد
کتنے	کِتّے
ذراسا۔ذراسی	ذرّا۔ذرّی
چوہا۔چوہے	چوّا۔چوّے
ابھی	ابّی
مچھلی	مچھّی
سوکھا،سوکھی	سوکّا،سوکّی
نزدیک	نزّک
بدتمیز	بتّمیز
سامنے	سامّے

شاباش	شبّاش
جلیبی	جلّبی
اِتنے میں	اِتّے میں
ٹوٹا ہوا	ٹوٹّا
چھلنی	چھنّی
چولہا	چولاّ
اٹھاسی	اُٹھسّی
اٹھانوے	اُٹھینّو
اکاسی	اکیسّی
اکانوے	اکینّو
اناسی	انیّسی
پھوٹا	پھٹّا
پھٹا پرانا	پھٹّا پرانا
جمعہ	جمّا
چونا	چُنّا
چھیاسی	چھیّسی
دوپیازہ	دپّیازہ

ستاسی	ستیّسی
موسل	مسکل

اس مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس صوتیاتی اعتبار سے حیدرآباد میں بولی جانے والی زبان میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔

صرفیات

صرفیات لسانیات کی وہ شاخ ہے جس میں کسی زبان کی چھوٹی سے چھوٹی بامعنی اکائی کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور یہ مطالعہ زبان کی سطح تک محدود ہوتا ہے۔ ذیل میں حیدرآبادی اردو کے اسماء، ضمائر، صفات اور افعال وغیرہ میں صرفی سطح پر پائی جانے والی تبدیلیوں کا مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

صرفیات

اسماء ضمائر صفات افعال حروف عطف حروف فجائیہ

(ا) اسماء

اسم کی دو قسمیں ہیں اسم عام اور اسم خاص۔ اس زمرے میں ایسے اسماء جو حیدرآبادی اردو میں قدرے فرق کے ساتھ استعمال ہونے والے ہوتے ہیں ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں جملے کی صورت میں ''اں'' اور ''یاں'' کے لاحقے کے ساتھ استعمال ہونے والے اسماء بھی درج کیے گئے ہیں۔

(الف) اسم عام کی مثالیں کچھ اس طرح ہیں:

حیدرآبادی اردو	اردو
ادمی	آدمی
جنور	جانور
جھاڑ	درخت

(ب) اسم خاص کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

حیدرآبادی اردو	اردو
کاگذ	کاغذ
شہزادہ	شاہ زادہ
شیزادی	شاہزادی
پٹھانّی	پٹھانی
دھوبنّی	دھوبن
استادنی/استادی ماں	استانی
کُتّی	کتیا
چُڑی	چڑیا
چوّی	چوہیا
پوڑی	پڑیا

(ج) اسم کی جمع میں ''اں'' کے اضافہ کی مثالیں:

اردو	حیدرآبادی اردو
پھول	پھولاں
چیز	چیزاں
طبیعت	طبیعتاں
بال	بالاں
کاروبار	کاروباراں
صورت	صورتاں
بخار	بخاراں
امید	امیداں
ساڑو	ساڑواں
جھاڑو	جھاڑواں
ماں	مائیاں
جوں	جواں
کتاب	کتاباں
مسجد	مسجداں
شہر	شہراں

بیگم	بیگماں
عید	عیداں
برات/ بارات	براتاں
اخبار	اخباراں
رسم	رسماں
جواہر	جواہراں
ناخن	ناخناں
خط	خطاں
دلیل	دلیلاں
دماغ	دماغاں
ڈال	ڈالاں
رگ	رگاں
رنگ	رنگاں
شرط	شرطاں
کوئل	کوئلاں
کرتی	کرتیاں
منت	منتاں

لاکھ	لاکھاں
کروڑ	کروڑاں
ہزار	ہزاراں
نور	نوراں
ولی	ولیاں
تکلیف	تکلیفاں
بھو (بھویں)	بھواں
آنکھ	آنکھاں
پلک	پلکاں

(د) اسم کی جمع میں ''یاں'' کے اضافہ کی مثالیں:

اردو	حیدرآبادی اردو
تنخواہ	تنخوایاں
ادا	ادایاں
صدا	صدایاں
افواہ	افوایاں
بلا	بلایاں
خالہ	خالایاں
صراحی	صرایاں

(۲)ضمائر

اس زمرے میں حیدرآبادی اردو کے ان ضمائر کو درج کیا گیا ہے جو معیاری اردو سے مختلف ہیں۔ضمائر کی پانچ قسمیں ہیں(I)ضمیر شخصی،(II)ضمیر موصولہ،(III)ضمیر استفہامیہ،(IV)ضمیر اشارہ اور(V)ضمیر تنکیر۔ان ضمائر کی مثالیں یکے بعد دیگرے درج کی گئی ہیں۔

(I)ضمیر شخصی

ضمیر شخصی کی تین اور قسمیں ہیں(i)ضمیر متکلم،(ii)ضمیر مخاطب،(iii)ضمیر غائب۔

(i)ضمیر متکلم کی مثالیں یہ ہیں:

اردو	حیدرآبادی اردو
میں	میں/اپن
میرا	میرا/اپنا
میرے	میرے/اپنے
میری	میری/اپنی
مجھے	میکو
ہم	ہم/اپن
ہمارا	ہمارا/اپنا
ہماری	ہماری/اپنی

ہمارے	ہمارے/اپنے
ہمیں	ہماکو

(ii)ضمیر مخاطب کی مثالیں:

تمھیں	تماکو
تمھارا	تمارا
تمھاری	تماری
تمھارے	تمارے
تم کو	تماکو

(iii)ضمیر غائب کی مثالیں کچھ اس طرح ہیں:

وہ	اُنے
اُسے	اُسکو
انھیں	اُنکو

(II)ضمیر موصولہ کی مثالیں:

وہی	وئیچ
جنھیں	جنکو
جسے	جسکو

(III)ضمیر استفہامیہ کی مثالیں:

کیوں	کیکو
کہاں	کاں
کیسے	کیسا
کون	کون/کون کی

(IV)ضمیر اشارہ کی مثالیں:

یہ	یہ/اِنے (اشارہ قریب)
وہ	وہ/اُنے (اشارہ بعید)
یہ	اِنو (اشارہ قریب)
وہ	اُنو (اشارہ بعید)

(V)ضمیر تنکیر کی مثالیں:

تھوڑے چاول	ذرّے چاول
کچھ بات کرلو	ذرّا/ ذرّی/ ذرّی سی بات کرلو
کسی کا	کسکا بی

(۳)صفات

اس حصے میں ان صفات کو درج کیا گیا ہے جو حیدرآبادی اردو سے مختلف ہیں۔

ذہین/ چالاک	ہوشّار

سخت دل	سخَت دل/سخَت جان
وزنی پتھر	وزّن پتھر

صفات کی دواور ایسی قسمیں ہیں جن میں معیاری اردو سے حیدرآبادی اردو میں فرق ملتا ہے

(i)صفات نسبتی،(ii)صفات مقداری۔

(i)صفات نسبتی کی مثالیں کچھ اس طرح ہیں:

چاندسا	چاند کے جیسا
دودھ سا	دودھ کے جیسا

(ii)صفات مقداری کی مثالیں یہ ہیں:

اِتنا	اِتّا
جِتنا	جِتّا
کِتنا	کِتّا
کتنے	کِتّے
کتنی	کِتّی

(۴)افعال

حیدرآبادی اردو کے کچھ مخصوص افعال ہیں:

سمٹنا

اڑلانا

اونٹنا

کڑکڑانا

پسارنا

منڈلانا

بستر اٹھانا

کھانا نکالنا

تڑپڑیاں کھانا

جالے جھاڑنا

پکارالگانا

(۵)حرف عطف

حیدرآبادی اردو میں حرف عطف ''و'' کا استعمال نہیں کیا جاتا:

چانداورتارے	چاندتارے
زمین وآسمان	زمین آسمان
صبح وشام	صبح شام

(۶)حروف فجائیہ

حیدرآبادی اردو کے مخصوص حروف فجائیہ اردو درج ذیل ہیں:

ائی

آئی لے

آئے ہائے

اُفّو

تو

اَیّو

ارے

اللہ

اوہو

ارے رے

آئیں

آہا

بیٹھو

نحویات

حیدرآبادی اردو میں اردو کے برخلاف قواعد دیکھے گئے ہیں۔ ذیل میں اسی کا تجزیہ کیا جائے گا۔ مثلاً جملوں سے علامت فاعل ''نے'' کا استعمال کم یا بالکل نہ ہونا۔ فعل ناقص ''ہے'' اور ''ہو'' کا غائب ہونا، حرف عطف ''اور'' کا نہ ہونا' حرف اشارہ کا الگ طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ مقامی زبان

تلگو کے زیر اثر حروف موصولہ جو، جن، جس وغیرہ کی جگہ حروف استفہام کا استعمال کن، کس، کسے۔ علاوہ ازیں عام اردو قواعد کے برعکس اجزائے جملے میں تقدیم و تاخیر کرنا وغیرہ کا تجزیہ کیا جائے گا تا کہ حیدرآبادی اردو کا بھرپور لسانی تجزیہ سامنے آئے۔

(ا) ہے

حیدرآبادی اردو کے کچھ جملوں میں لفظ ''ہے'' کا استعمال نہیں کیا جاتا مثلاً:

(I) اردو : رام آم کھا رہا ہے

حیدرآبادی اردو : رام آم کھارا۔

(II) اردو : لڑکا گیند سے کھیل رہا ہے۔

حیدرآبادی اردو : بچہ بال سے کھیل را۔

(III) اردو : لڑکا اچھی طرح کھیل رہا ہے۔

حیدرآبادی اردو : (i) بچہ اچھا کھیل را۔

(ii) بچہ اچھاچ کھیل را۔

(iii) بچہ زبردست کھیل را۔

(IV) اردو : ماں اب کھانا پکا رہی ہیں۔

حیدرآبادی اردو : (i) امّی کھانا پکارے اب۔

(ii) اب کھانا پکارے امّی/ ماں۔

(iii) کھانا پکارے امّی اب۔

(iv) اب امّی کھانا پکارے۔

نوٹ : یہاں ماں کے لیے مونث کا صیغہ استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔

(V)اردو : دہی دودھ سے بنتا ہے۔

حیدرآبادی اردو : (i) دھیں دود سے بنتا۔

(ii) دود سے دھیں بنتا۔

(VI)اردو : پھول باغ میں کھل رہے ہیں/ باغ میں پھول کھل رہے ہیں۔

حیدرآبادی اردو : (i) پھول باغ میں کھل رئے۔

(ii) باغ میں پھول کھل رئے۔

(iii) پھول کھل رئے باغ میں۔

(VII)اردو : آپ کو اتنا غصہ کیوں آرہا ہے۔

حیدرآبادی اردو : (i) آپ کو غصہ اُسّا کیکو آرا۔

(ii) غصہ اُسّا کیکو آرا آپ کو۔

(iii) کیکو آرا غصہ اُسّا آپ کو۔

(iv) کیکو آرا آپ کو غصہ اُسّا۔

(VIII)اردو : بوڑھا ہاتھی مرگیا ہے۔

حیدرآبادی اردو : (i) بوڈّا ہتّی مرگیا۔

(ii) مرگیا بوڈّا ہتّی۔

(iii) ہتّی مرگیا بوڈّا تھا سو۔

(IX)اردو : دیکھو لکشمی گا رہی ہے۔

حیدرآبادی اردو : (i) دیکھو لکشمی گاری۔

(ii) لکشمی گاری دیکھو۔

(X)اردو : کپڑے باکس کے سب سے اوپری حصے میں رکھے گئے ہیں۔

حیدرآبادی اردو : (i) باکس میں سب سے اوپر رکھے کپڑے۔

(ii) کپڑے سب سے اوپر رکھے باکس میں۔

(iii) سب سے اوپر رکھے باکس میں کپڑے۔

(iv) سب سے اوپر رکھے کپڑے باکس میں۔

(XI)اردو : آپ دہلی کیوں جا رہے ہیں۔

حیدرآبادی اردو : (i) دلّی کیکو جارے آپ۔

(ii) کیکو جارے آپ دلّی۔

(iii) آپ دلّی کیکو جارے۔

(۲)نے

اس زمرے میں حیدرآبادی اردو کے ان جملوں کو درج کیا جائے گا جن میں علامت فاعل ''نے'' کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ جیسے:

(I)اردو : رضوان نے آم کاٹتے ہوئے اپنی انگلی کاٹ لی۔

حیدرآبادی اردو : رضوان آم کاٹتے وقت اپنی انگلی کاٹ لیا۔

(II)اردو : روتھ نے بس میں آم کھایا۔

حیدرآبادی اردو : روتھ بس میں آم کھائی۔

(III)اردو : سلمٰی نے صبح میں سیب کھالیا۔

حیدرآبادی اردو : (i) سلمٰی صبح میں سیپ کھالیے۔

(ii) سلمٰی سیپ کھالیے صبح میں۔

(IV)اردو : رام نے کل اپنی ماں کو ایک خط لکھا ہے۔

حیدرآبادی اردو : (i) رام کل اپنی ماں کو ایک خط لکھا۔

(ii) رام اپنی ماں کو خط لکھا کل۔

(iii) کل رام اپنی ماں کو خط لکھا۔

(iv) رام خط لکھا کل اپنی ماں کو۔

(V)اردو : لڑکی نے کھانا کھالیا۔

حیدرآبادی اردو : (i) بچّی کھانا کھالی۔

(ii) کھانا کھالی بچّی۔

(VI)اردو : میں نے دس روپے میں سب کچھ خریدا۔

حیدرآبادی اردو : (i) میں دس روپے میں سب خرید لیا۔

(ii) دس روپے میں، میں سب خرید لیا۔

(iii) میں سب خرید لیا دس روپے میں۔

(VII)اردو : میری بہن نے مجھے بتایا کہ کل رات بہت بارش ہوئی تھی۔

حیدرآبادی اردو : کل رات میں بھوت پانی پڑا بولکے میری بھین میکو بولے۔

(۳)اور

حیدرآبادی اردو میں لفظ''اور'' کا استعمال کم یا نہیں کیا جاتا۔جیسے:

(I)اردو : جاؤاور دیکھو۔

حیدرآبادی اردو : (i) جاؤ دیکھو۔

(ii) جاکے دیکھو۔

(iii) دیکھو جاؤ/ جاکے۔

(II)اردو : وہ لوگ آئے تھے اور ابھی چلے گئے۔

حیدرآبادی اردو : ان لوگاں آئے تھے ابّی چلے گئے۔

(III)اردو : کتاب کو اٹھاؤ اور میز پر رکھو۔

حیدرآبادی اردو : (i) کتاب کو اٹھاکے میز پہ رکھو۔

(ii) میز پہ رکھو کتاب اٹھاکے۔

(IV)اردو : فاطمہ، ناظمہ اور عذرا آئی تھیں۔

حیدرآبادی اردو : (i) فاطمہ، ناظمہ، عذرا آئے تھے۔

(۴)وہ۔اُنے

حیدرآبادی اردو کے جملوں میں ضمیر اشارہ''وہ'' کو لفظ''اُنے'' میں تبدیل کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔مثلاً:

(I)اردو : وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔

حیدرآبادی اردو : (i) ہلّو ہلّو چل را تھا اُنے۔

(ii) اُنے ہلو ہلو چل را تھا۔

(II)اردو : وہ بار بار آرہا تھا۔

حیدرآبادی اردو : (i) اُنے بار بار آرا تھا۔

(ii) اُنے چُپ چُپ آرا تھا۔

(iii) چپ چپ آرا تھا اُنے۔

(iv) آرا تھا چپ چپ اُنے۔

(III)اردو : کیا وہ سب کھایا۔

حیدرآبادی اردو : (i) کیا اُنے پورا کھالیا۔

(ii) اُنے کھالیا کیا پورا۔

(iii) اُنے پورا کھالیا کیا۔

(iv) پورا کھالیا کیا اُنے۔

(v) کھالیا کیا پورا اُنے۔

(vi) کھالیا کیا اُنے پورا۔

(vii) کیا کھالیا اُنے پورا۔

(viii) کیا کھالیا پورا اُنے۔

(IV)اردو : وہ کھاتے وقت بات کررہی ہے۔

حیدرآبادی اردو : (i) کھاتے وقت اُنے بات کرری۔

(ii) بات کرری اُنے کھاتے وقت۔

(iii) اُنے کھاتے وقت بات کرری۔

(V)اردو : وہ نیچے بیٹھا ہے۔

حیدرآبادی اردو : (i) اُنے نچّے بیٹھا۔

(ii) نچّے بیٹھا اُنے۔

(VI)اردو : اس نے مجھے مارااور بھاگ گیا۔

حیدرآبادی اردو : (i) انے میکو مار کے بھاگ گیا۔

(ii) میکو مارر کے انے بھاگ گیا۔

(iii) بھاگ گیا انے میکو مار کے۔

(VII)اردو : انھوں نے کہا کہ وہ کھانا بنانا پسند کرتی ہیں۔

حیدرآبادی اردو : (i) اُنو بولے کہ انکو کھانا پکانا پسند ہے۔

(ii) انکو کھانا پکانا پسند ہے بولکے بولے۔

(۵)سوالیہ جملوں میں الفاظ کی تقدیم وتاخیر

اس زمرے میں ان جملوں کوشامل کیا گیا ہے جس کے الفاظ میں تقدیم وتاخیر کا عمل واقع ہوتا ہے۔ کچھ سوالیہ جملے اس طرح سے ہیں:

(I)اردو : تمھارا نام کیا ہے؟

حیدرآبادی اردو : (i) کیا نام ہے تمارا؟

(ii) تمارا نام کیا ہے؟

(II)اردو : تم کیسے ہو/آپ کیسے ہیں؟

حیدرآبادی اردو : کیسے ہے تم/ کیسے ہے آپ؟

نوٹ : یہاں ''ہیں'' کے بجائے ''ہے'' استعمال ہوا ہے۔

(III)اردو : تم کہاں رہتے ہو؟

حیدرآبادی اردو : کاں رہتے تم ؟

(IV)اردو : وہ کون ہے؟

حیدرآبادی اردو : کون ہے جی وہ؟

(V)اردو : کیا میں کل آؤں؟

حیدرآبادی اردو : کل میں آؤں کیا؟

(VI)اردو : کیا وہ تمھارا بھائی تھا؟

حیدرآبادی اردو : (i) تمارا بھائی تھا کیا وہ؟

(ii) وہ تمارا بھائی تھا کیا؟

(VII)اردو : کیا یہ کتاب اچھی ہے؟

حیدرآبادی اردو : (i) یہ کتاب اچھی ہے کیا؟

(ii) اچھی ہے کیا یہ کتاب؟

(VIII) اردو : آپ یہ کیسی بات کررہے ہیں؟

حیدرآبادی اردو : (i) یہ کیسی بات کررے آپ؟

(ii) کیسی بات کررے یہ آپ؟

(iii) یہ آپ کیسی بات کررے؟

(iv) کیسی بات کررے آپ یہ؟

(۶) کو

اس زمرے میں ان جملوں کو درج کیا گیا ہے جن میں ''کو'' کے استعمال کو لازمی بنایا گیا ہے۔

(I) اردو : مجھے کل کالج جانا ہے۔

حیدرآبادی اردو : میکو کل کالج کو جانا ہے۔

(II) اردو : ہم لوگ گاؤں جاکر آگئے۔

حیدرآبادی اردو : گاؤں کو جاکے آگئے ہم لوگاں۔

(III) اردو : سر دہلی گئے ہوئے ہیں۔

حیدرآبادی اردو : سر دلّی کو گئے وے ہے۔

(IV) اردو : مجھے کپڑے دھونا ہے۔

حیدرآبادی اردو : میرے کو کپڑے دھونا ہے۔

(V)اردو : اس نے مجھے مارا۔

حیدرآبادی اردو : اُنے میرے کو ماردیا۔

(VI)اردو : فون کے لیے بہت پیسے خرچ ہو گئے۔

حیدرآبادی اردو : فون کو بہت پیسے لگ گئے۔

(VII)اردو : گارڈن صاف کرنا ہے۔

حیدرآبادی اردو : گارڈن کو صاف کرنا ہے۔

(ے)ہونا

اس زمرے میں ان جملوں کو درج کیا گیا ہے جن میں لفظ ''ہونا'' کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(I)اردو : مجھے چائے چاہیے۔

حیدرآبادی اردو : میکو چائی ہونا۔

(II)اردو : مجھے عید کے لیے نئے کپڑے چاہیے۔

حیدرآبادی اردو : میر کو عید کے واسطے نئے کپڑے ہونا۔

(III)اردو : مجھے دو کاپی اور ایک پن چاہیے۔

حیدرآبادی اردو : میکو دو کاپی اور ایک پن ہونا۔

(IV)اردو : مجھے نیا فون چاہیے۔

حیدرآبادی اردو : میرے کو نیا فون ہونا۔

(V)اردو : گھر کے لیے ایک بڑا ٹی وی لینا ہے۔

حیدرآبادی اردو : گھر کے واسطے ایک بڑا ٹی وی ہونا۔

معنیات

ایسے الفاظ جو معیاری اردو میں موجود ہیں لیکن ان کے معنی میں کمی یا اضافہ ہوا ہے ان کا شمار معنیات کے علم کے تحت کیا جا سکتا ہے یہاں الفاظ کے حقیقی معنوں کے علاوہ حیدرآباد میں استعمال ہونے والے مختلف معنوں کو جملوں کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جیسے لفظ ''مکان'' کا استعمال کسی گھر کے لیے ہوتا ہے جس میں چار دیواریں اور چھت ہوتی ہے لیکن حیدرآباد میں مکان کا لفظ دیگر معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً:

(۱)مکان : جہاں محرم کے پنجے رکھے جاتے ہیں اس جگہ کو بھی مکان کہا جاتا ہے۔

(۲) گھر : قبر کے لیے کھودی جانے والی زمین کو بھی گھر کہا جاتا ہے۔

(۳) حاضری : حاضری کا کھانا۔ جو میت کو گھر سے لے جانے کے بعد کھلایا جاتا ہے۔

(۴)خشکی : روٹی بنانے کے لیے استعمال کیے جانے والے سوکھے آٹے کو بھی خشکی کہا جاتا ہے۔

(۵) پیدل : جِتّا پیسہ تھا سب خَرَچ کر دیے اب پیدل ہو گئے۔ کُچ بی نیں بچا۔ (مفلسی آنے پر)

(٦)اندر : اُنواب کاروبار میں پورے اندر ہو گئے۔ (نقصان ہونے پر)

(۷)بچہ : آپ کا بچہ امریکہ میں کیا کام کرتا۔(لڑکا چاہے تیس (۳۰) سال کا کیوں نہ ہو، اسے بچہ کہتے ہیں)

(۸)اونٹنا : اس کو دیکھتے ہی میری طبیعت اونٹ گئی۔(غصہ کی حالت میں)

(۹)پہنّا : باوا کو شلوار بنا کے پینلئے بچے کوئی بی بات نیں سنتے۔(لاپرواہی کے لیے کہا جاتا)

(۱۰)کھانا : بچے ستا کے/جلا کے کھا جارے۔

(۱۱)میاں : کاں جارے میاں۔(لڑکوں کے لیے عام طور پر میاں کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے)

(۱۲)جگال : (i) بکری کا چبانا۔

(ii) ناخن کا چھڑا۔

(iii) کسی انسان کے بار بار کے چبانے کو بھی جگال کر رے کہتے۔(کیا بکری کے جیسا جگال کرتے رہتے کتے)

(۱۳)سوتنا : (i) آج مرغی سوتے بولو۔(کھانے کے لیے)

(ii) پانی جمع ہوگیا اس کو سوتو کہتے۔(پانی ڈھکیلنے کے لیے)

(iii) بھوت شرارت کرّے لکڑی لے کے سوتو کہتے۔(مارنے کے لیے)

(۱۴)کھوپسنا : (i) کونے میں دال کے خوب کھوپسنا۔(مارنے کے لیے)

(ii) کپڑے خوب کھوپس کھوپس کے دھورے۔

(۱۵)دھونا : میکو بی آج بھوت غصہ آیا میں بی اسکو خوب دھو دیا۔

(۱۶)چلّر (Change) : چلّر کا ماں کیکو کر رے نکّو کرو۔

محاورے

محاورہ ایک ایسے فقرے کو کہتے ہیں جس میں ایک تصویر اور ایک مصدر ہو اور اس کے مجازی معنی مراد لیے جائیں یہاں حیدرآباد میں استعمال کیے جانے والے محاوروں کو حیدرآبادی زبان میں درج کیا جا رہا ہے:

پوچا مارنا

باجا بجانا

ہاتھ دینا

آنکھوں میں پانی آنا

بوم مارنا

انگلی دیے تو پونچا پکڑنا

طبیعت کو تبیلا بنالینا

ٹوپی دالنا

ہوندے منھ گرنا

ہاتھ صاف کرنا

پتنگ پلانا

پیٹ میں منڈی دالنا

ٹانگ اڑانا

ناکاں منہ اں چڑانا/ چوڑانا

اُڑی پڑنا

ترس آنا

چپ نیں بیٹھ کے چُبا لینا

اپنی دھن میں اپن مست رہنا

آ نگ وزن ہونا

اڑنگ دالنا

تُل تُل کے آنا

پِل پِل کے آنا

مٹھارنا

دات کلّی بیٹھنا

جھل پھوٹنا

قیدس لگنا/ قیدس کی گولی لگنا

جاں سوئیں نیں جاتی واں سبل گھسانا

مل مٹھی ہونا

منہ پہ بولنا

ہول دینا

ٹھس سے مس نیں ہونا

انگھار میں لانا

آنکھاں بتانا

گھایاں کرنا

منہ میں نوالہ سر پہ ٹھولا دینا

بد پچّھے بولنا

آٹو آنگ درد ہونا

رورم راٹ اٹھنا

ایٹی کا کام سیٹی کو کرنا

اپنے کو آپ دوسرے کو تو بولنا

اُکڑ بیٹھنا

گُلمُل ہونا

ہپ رہنا

ہلو چابی دے دینا وغیرہ

ان کے علاوہ اردو زبان کے کچھ اور محاورے جنھیں حیدرآبادی اردو میں تخفیف، حذف اور تبدیلی صوت کر کے استعمال کیا جاتا ہے درجِ ذیل ہیں۔

اردو	حیدرآبادی اردو
آٹھ آٹھ آنسو رونا	آٹا آٹا سورونا
آنکھیں نکالنا	آنکھاں نکالنا
آسمان سے باتیں کرنا	آسمان سے باتاں کرنا
آڑے ہاتھوں لینا	ہاتھ پہ لینا
آگ بگولہ ہونا	آگ ببولہ ہونا
آستینیں چڑھانا	آستیناں چڑانا
الٹی پٹی پڑھانا	الٹھی پٹی پڑانا
اودھم مچانا	ہودم مچانا
اتنے سے اتنا ہونا	اِتّے سے اِتّا ہوگیا
اِدھر کے نہ ادھر کے ہونا	اِدر کے نہ اُدر کے ہونا
الٹا پانسہ پڑنا	الٹھا پانسہ پڑنا
بلائیں لینا	بلایاں لینا
بغلیں بجانا	بغلاں بجانا
باتیں بگھارنا	باتاں بگارنا
پاؤں میں کیا مہندی لگی ہے	پیروں میں مہندی لگی وی ہے کیا
ٹکٹکی باندھنا	ٹکٹکی لگانا

ٹھوکریں کھانا	ٹھوکراں کھانا
چہرا اتر جانا	صورت اتر جانا
صلواتیں سنانا	صلواتاں سنانا
کھلبلی پڑنا	کھلبلی مچانا
ہوا سے باتیں کرنا	ہوا میں باتاں کرنا وغیرہ

ضرب الامثال

ضرب المثل سے مراد وہ فقرہ یا جملہ ہے جس میں مصدر نہ ہو بلکہ یہ ایک کہاوت ہو۔ حیدرآبادی اردو میں استعمال کیے جانے والے ضرب الامثال کچھ اس طرح سے ہیں:

حیران گلّی پریشان روڈ

نیت میں خطرہ جھولی میں پھترا

پرانی حویلی کو چُتّا پڑا

جھل جھوں بولی کوّتی کوں بولی

نئے ماموسے نکٹے ماموں بہتر

گڑ کھا کو گلگلیاں کا پریز کرنا

گھر کا کھا کو ماموں کی بکریاں چرانا

ہوٹ بی اپنے دات بی اپنے

چار آنے کے بندر کو بار آنے کی رسّی

پھوگٹ کے مال پہ دیدے لال

نیکی کرو جلدی مرو

اللہ کا دیا سرتا نیں، بندے کا دیا بھرتا نیں

الف کا نام بھالا نیں معلوم

لے مرو گلے پڑو

برے سے شیطان ڈرے

ایّو بولے تو چھ مھینے کا پاپ

جاں گڑا رہتا پانی وئیں ٹھیرتا

پھوٹنے کھاکے تو ٹنے پڑے

خود مرے تو خدا ملتا

میٹّھے بیروں میں کیڑے پڑتے

اوّ ابی گیا بوّ ابی گیا

تمارے منہ میں مٹھی پڑو

دم کے پچھّے دمبالا

ایک جان ہزار کام

کُتّے کے پیٹ کو کھانا

منہ میں نوالہ سر پہ ٹھولا

اندھے کے سامّے رو کے فائدہ نیں، بھیرے (بہرے) کے سامّے گا کے فائدہ نیں

سامنے سے رتّی نیں جانا پیچّھے سے ہتّی گیا تو گیا

ان ضرب الامثال کے علاوہ کچھ اور حیدرآباد میں استعمال کیے جانے والے ضرب الامثال جو اردو ضرب الامثال سے قدرے فرق کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں۔

اردو	حیدرآبادی اردو
آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا	آسمان سے ٹپکا کھجور میں اٹکا
آم کھانے سے کام یا پیڑ گننے سے	آم کھاؤ گٹلیاں کیکو گن رے
اُکھلی میں سر دیا تو دھمکی کا کیا ڈر	وکلی میں سر دیا تو مسّل کا کیا ڈر
اونٹ برابر ڈیل بڑھایا ذرہ برابر عقل نہ آئی	اونٹ کے اُتّا قد نکل گیا مگر اخّل ذرّی نیں آئی
چونڈا دھوپ میں سفید نہیں کیا	بالاں دھوپ میں نیں پکے
حال گیا احوال گیا دل کا خیال نہ گیا	حال گیا حوال گیا بُڈّی تیرا خیال گیا
ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں	بغل میں بچہ شہر میں ڈھونڈورا
لکھے مونسی پڑھے خدا	عیسیٰ لکھے موسیٰ پڑے
لاٹھی مارے پانی جدا نہیں ہونا	پانی میں لکڑی مارے تو جدا نیں ہوتا

روزمرہ

روزمرہ الفاظ کی وہ ترتیب ہوتی ہے، جسے اہل زبان نے صحیح تصور کیا ہے۔ یہاں حیدرآبادی اردو میں استعمال کیے جانے والے روزمرہ کو درج کیا جارہا ہے ان کی فہرست کچھ اس طرح ہے:

چَل چَل پہ دَل دَل

وَقت نہ سَقت

نیں سو نعمت

کر محنت کھا نعمت

ایک مار دو تکڑے

ایتا پروتا

محنت چیز ہوگئی

اپنے میں کی بات

کچ بی نیں کیا بی نیں

وہ مارا وہ مارا

کیا بات کرر ے

کیا تو بی ہے کی

کیا ہے بولے تو

ایسا ہوتے رہتا

بیٹھو یارو

چل بھائی چل

جاؤ میاں جاؤ

ہلّو۔ہلّو

خالی پیلی کے

دماغ خراب

کیا بولا رے

کاں ہے رے

کاں جارے رے

میرے کو کیا معلوم

نیں معلوم میر کو

کیا ہوا استاد

کیا خیریت

کھانا وانا ہو گیا

کیا کر رے تھے

بہت دم کر رے

کیا ہوا جی

بہتیچ نخرے کرے

ارے یارو

سب خیریت

کرکری کررے

واں پہ کیا ہوا معلوم

کیا بھائی

کیا ہے جی

کیکوایسا

ارے رے رے!

ارے رے! کیا ہوا جی

یہ ایک ہے

کیا ہے کی رے بھائی

جا بھائی جا

چل میاں چل

نیں ہوتا میرسے

میرکو کیا معلوم

کیا ہوتا کی اب

نیں سنے آرا

کیا بولروں میں

کیا ہورا جی وہ

جوتے کھانے کی آئی شاد

کیا ہے کی

کیا ہورا وہ

تذکیر و تانیث

ذیل میں اردو اور حیدرآبادی اردو میں تذکیر کے فرق کو واضح کیا گیا ہے۔

مذکر سے مونث

ذیل میں ایسے مذکر الفاظ کی فہرست دی جاتی ہے جو حیدرآبادی اردو میں مونث بولے جاتے ہیں۔

مذکر	مونث
بخار (آیا)	بخار (آئی)
(میرا) ہوش	(میری) ہوش
(بڑا) فریج	(بڑی) فریج
(چھوٹا) موتی	(چھوٹی) موتی

(میرا) کھیت	(میری) کھیت
	درد
	چرچا
	گھی (بہ معنی خوشبو)

مونث سے مذکر

ذیل میں ایسے مونث الفاظ کی فہرست دی جاتی ہے جو حیدرآبادی اردو میں مذکر بولے جاتے ہیں جیسے:

مونث	مذکر
(تیری) جمعرات	(تیرا) جمعرات
(ہمارا) ٹی وی	(ہماری) ٹی وی
(ہمارا) چپّل	(ہماری) چپّل
ڈکار (آئی)	ڈکار (آیا)
(تمھاری) بکواس	(تمھارا) بکوا
جامن (مستند)	جامن (غیر مستند) تصحیح الاغلاط

حیدرآبادی اردو پر دیگر زبانوں کے اثرات

اس زمرے میں حیدرآباد کی اردو زبان پر دیگر زبانوں کے مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ جس میں خاص طور پر تلگو اور مراٹھی زبانوں کے اثرات کا مطالعہ کیا جائے گا۔

حیدرآبادی اردو پر تلگو کے اثرات

حیدرآباد میں اردو اور تلگو دونوں زبانیں بولی جاتی ہیں۔ چناں چہ حیدرآبادی تلگو اور اردو کے اور حیدرآبادی اردو پر تلگو کے اثرات نمایاں طور پر دیکھے جاتے ہیں۔ تاہم تلگو کے کچھ قواعد ایسے بھی ہیں جو تمام دراوڑی زبانوں میں مشترک ہیں۔ ان کا اثر دکنی اردو اور حیدرآبادی اردو پر پڑا ہے۔ مثلاً آریائی زبانوں کے برعکس دراوڑی زبانوں میں ضمائر موصولہ کی جگہ ضمائر استفہام کا استعمال ہوتا ہے۔ یہی اصول دکنی اردو میں بھی مروج ہے اور اس کے اثر سے حیدرآبادی اردو میں بھی یہ رواج عام ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

تلگو : نو یوروتو پوتاؤ، پو۔

اردو : تم جس کے ساتھ جانا چاہتے ہو جاؤ۔

حیدرآبادی اردو : تم کس کے ساتھ جانا چاہتے ہو جاؤ۔

نوٹ : یہاں جس کی جگہ کس کا استعمال ہوا ہے۔

تلگو : نو یکڑکی پوتاؤ، پو۔

اردو : تم جہاں جانا چاہتے ہو، جاؤ۔

حیدرآبادی اردو : تم کاں جانا چاہتے چاہرے جاؤ۔

نوٹ : یہاں جہاں کی جگہ کہاں (کاں) استعمال ہوا ہے۔

تلگو : نو یٹلا کشٹاپڑ ناوَاٹلے نی کوپھلم دُرکندی

اردو : تم نے جیسی محنت کی ویسا ہی پھل تمھیں ملا۔

حیدرآبادی اردو : تم کیسی محنت کرے کی ویسا پھل ملا۔

تلگو : نویےمی چیتیا وَچّو۔

اردو : تمھیں جو کہنا ہے کہو۔

حیدرآبادی اردو : تما کو کیا بولنا ہے بولو۔

نوٹ : یہاں جو کی جگہ (کیا) استعمال ہوا ہے۔

اس کے علاوہ ضمیر استفہام کے ساتھ ''کی'' کا لفظ بھی لگایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہنا ہو کہ ''تم کہیں جانا چاہتے ہو'' تو کہتے ہیں ''تم کیں بی جانا چاہرے'' وغیرہ۔ یہ بھی تلگو کے اثر سے حیدرآبادی اردو میں آیا ہے۔

تلگو : واڈو یکڑکو ویلتنّا وَو۔

اردو : وہ کہیں جارہا ہے۔

حیدرآبادی اردو : اُنے کاں کی جارا۔

نوٹ : یہاں تلگو کا ''کو'' اردو کے ''کی'' میں بدل جاتا ہے۔ جب کہ یہی ساخت سوالیہ جملے میں مستعمل نہیں ہے۔ مثلاً:

تلگو : نو یکڑکی ویلتنّا وَ؟

اردو : تم کہاں جارہے ہو؟

حیدرآبادی اردو : تم کاں جارے؟

نوٹ : یہاں تلگو میں ''کی'' کا اضافہ ہے جو اردو میں یا حیدرآبادی اردو میں نہیں ہے۔

تلگو کے کچھ دوسرے قواعد جو اردو پر اثر انداز ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:

''کتے'' کا استعمال:

حیدرآبادی اردو میں جو ''کتے'' کا استعمال ہوتا ہے وہ تلگو کے ''انٹا'' کا بدل ہے۔ ''انٹا'' کا مطلب ہے کیسا۔ تلگو کے جملوں میں جہاں یہ استعمال ہوتا ہے، وہاں دکنی اور حیدرآبادی اردو میں ''کتے'' اور ''بولےتو'' استعمال ہوتا ہے۔ ذیل کی مثالوں سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے:

تلگو : واڈ لو وستارانٹا!

اردو : انھوں نے کہا ہے کہ وہ آئیں گے!

حیدرآبادی اردو : اُنو آتے کتے، انو بولے اُنو آتے کتے!

تلگو : واڑلہ مسنولویم اُوندی انٹے۔

اردو : اُن کے دل میں یہ ہے کہ۔

حیدرآبادی اردو : اُن کے دل میں کیا ہے کتے/ اُن کے دل میں کیا ہے بولےتو۔

تلگو : واڑلو اِنٹی کو وستارانی چپّارو۔

اردو : انھوں نے کہا ہے کہ وہ گھر جائیں گے۔

حیدرآبادی اردو : انو گھر کو جاتے بول کے بولے۔

علاوہ ازیں، حیدرآبادی اردو کے کئی جملے ایسے ہیں جو تلگو میں مستعار لیے ہوئے لگتے ہیں۔ ذیل میں کچھ مثالیں دی جاتی ہیں:

تلگو : نے نو چیپالیدا؟

اردو : کیا میں نے نہیں کہا تھا؟

حیدرآبادی اردو : میں نیں بولا تھا کیا؟ / میں نیں بولا کیا؟

نوٹ : حیدرآبادی اردو کا جمع تلگو جمع کے قریب ہے۔

جیسے سوال آخر میں آیا ہے؟

ایک اور مثال:

تلگو : پوتے پونی لے۔

اردو : جاتا ہے تو جانے دو۔

حیدرآبادی اردو : گیا تو جان دے/ جارا تو جان دے۔

نوٹ : حیدرآبادی اردو میں ''جانے'' کی بجائے ''گیا'' استعمال ہوتا ہے۔ جو تلگو کے صیغے ماضی ''پوتے'' کا بدل ہے۔

مراٹھی کے اثرات

حیدرآبادی اردو پر مراٹھی کے اثرات کی ایک بڑی واضح مثال ''چ'' کا استعمال ہے حیدرآبادی اردو کے کئی الفاظ میں ''چ'' کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے:

ہوا ہی نہیں	ہوائچ نیں
اتنے ہی	اتیچ
یہیں وہیں	یائچ وائچ
اچھی ہی ہے	اچھیچ ہے

ایسے ہی	ایسیچ
تھوڑی ہی	تھوڑیچ
خود ہی کرے	خودیچ کرے
اٹھتے ہی	اٹھتیچ
ایک ہی راستہ	ایک یچ رستہ
سامنے ہی	سامنیچ وغیرہ

مخصوص حیدرآبادی الفاظ

اس زمرے میں حیدرآباد میں استعمال کیے جانے والے مخصوص الفاظ کو درج کیا گیا ہے۔ جیسے:

ہو/ ہاؤ	ہاں
نکو	نہیں
کیکو	کیوں
کن، میرے کن	میرکن میرے پاس
گت	حالت
چلّو	کئی آدمی
بہت جنے/ ایک جنا	کئی آدمی/ ایک آدمی
چکڑ	کیچڑ
اپن	ہم

کاڈّبیّ

بھیری، پچکڑ، جھاپڑ

ہیندرا، گنگلا، گھیتلا، ہولاشولا

الابلا

کنورے بھونرے

بوران

لوڈ

پھسلانا، مٹھارنا

تاگا

گھپلا

تھپانا

گل گل کرنا

سینتنا، سورنا

ہیٹے چالے

کھکرنا

خلاّس (ختم ہوجانا)

کڑلی

چرڈنڈی

ڈوڈّی

ہول ہیبت

ڈمّے مارنا

ڈغالی

ستروِل	برباد کرنا
گراک	گاہک

ہڑواڑ

ویتاگ

واٹولا

لُکلُکا

رپس میں آنا

کچیاں، گچیاں

اماں تلّی

اجاڑ

کنتھا

تھرتھرانا

آ نگ کسکسنا

کرکری کرنا

بڈاڈنگڑا

ایڑا،ایڑی

ہل

ہیجلا

ستیناس

بکھیڑا

امبھو

کلتن

مرسنا

آٹو چکانا

پھڑ پھڑانا

اڑپ جھڑپ

ڈھکلنا

پانی پڑنا

باٹنا

جھاڑ	
زقام	زکام (''ک''، ''ق'' میں تبدیل ہونا ہے)
کچّا	
گھڑا	
اڑچن، ارچن	
مارم پیٹی	
بگڑ بیل	
منڈلانا	
اڑدلی	
ہتکنڈے	
گنڈے پلیتے	
کچکا	
کوس	کپڑے میں کوس ہے کہتے اگر کپڑا تیڑا ہوتو
ٹپوری	
الل ٹپو	
چھاکٹا	
پھرکانا	

خالی پیلی

پھانکنا

چھریرا پھریرا

بتکمّا

ترگی تیما

ڈھنڈلانا

اِیرا

بھامٹے باتاں

دیرصبیر

اونڈلا

ہِک (گھن)

گدگدی (سردی ہونا)

کاٹھی (سخت جان)

نیل گندل

گاڑنا

سورلینا

لمّی

پھٹو

توڑک توٹّے چالے

تپلاں پڑنا

لگونہ بھگو

چاٹم باٹم

جان کلکلاری (کلکلانا)

کوٹناپنا

تلیراولاد

منہ مٹکولا

کندراہٹ

پکھوا

دماغ خراب

بھانڈا بھرنا

اگھاڑ

حرافنی

پشتی لینا

ساڑے ساتی

بھڑ بونجا

ٹٹولنا

ہدق

ہلقان

سانچک/ سانچق

کچھ ایسے مخصوص حیدرآبادی الفاظ جنھیں معیاری اردو کے الفاظ کے برعکس استعمال کیے جاتے ہیں مثال کے طور پر:

معیاری اردو کے الفاظ	مخصوص حیدرآبادی الفاظ
جلد بازی کرنا	اتاولے ہونا
سہارا	ادھار
پھنسنا	اٹکنا
رکاوٹ ۔ پردہ	آڑ
چلانا۔چیخنا	اڑلانا
جسم، بدن	آنگ، ہٹیرا
اُبل/ اُدل	اُدھل
بے وقت، بے موسم	اوکال (اوکالی بارش ہونا)
چمکنا، ڈرنا	بچکنا

استعمال کرنا	برتنا (برتنے کا پانی)
کوئی پھل یا سبزی جس میں بہت زیادہ بیج ہو	بنجالا
مٹی کی ہانڈیاں ایک دوسرے پر جما کر رکھنا (لیکن اب یہ ٹفن کی شکل میں اسٹیل میں دستیاب ہے)	بھنڈولی
شاخیں	پھانٹے، ڈغالے
لوٹانا، چکر لگانا	پھرانا
سوکھ جانا	تھج جانا، تھجنا
دھوپ کا موسم، گرما	دھپ کالا
موسم سرما	تھنڈ کالا
روٹھنا	روسنا
ختم ہونا	سَسرنا، سَسرتا
عزیز، رشتہ دار	سگّے سودرے
آہٹ	سنچل
ساتھ، ہمراہ	سنگات
ساتھ، ہم نشینی	سنگت
غصہ	طُرّا
ایک قسم کی آواز	کنگری آواز

بھینسا	کھلگا
کاٹنے کا آلہ	گتّی
چالاک	کولا
گدلا، گاڑھا، کثیف	گدگڑا
ٹوکرا	گنپا
کہاوت، ضرب المثل، مثال	مثلہ
اترانا، اکڑنا	مرسنا
مرہم	ملحم، ملم
کونپل، شگوفہ	مُلکا
نیا، تازہ، انوکھا	نویلا، نویلی
ضدی	ہیٹی، ہیٹا، ہیٹے چالے
شورکرنا	گل گل کرنا
آنکھوں پر کا غلاف	پوپٹیاں (پپوٹے) (انگلی کے اوپری حصہ کو بھی پوپٹے کہتے ہیں)
جگمگاہٹ	چھکاچھک
باریک لکڑیا	کاڑیاں
اکتاجانا	اچاٹ ہوجانا

آگ تانبا	آگ سیکنا
اور چاہیے	ابی ہونا
اویر سویر	ابیر سبیر
آلتی پالتی مار کے بیٹھنا	الکٹ پلکٹ مار کے بیٹھنا
اُکسانا	اشکالنا، اشکالنا
بن بیاہی	اَنبھئی
باتونی	باتاں خانی
باتیں سنانا	باتاں کرنا
ٹھیلا، چھکڑا	بنڈی
کہاسنا	بولا چالا
کہلا بھیجنا	بول بھیجنا
بم مچانا	بوم مارنا
بچھڑا	پاڑا
لے پالک	پالکڑا
چھتّا	پُٹھا
پورا ہونا	پرنا
پوتا	پوترا

پوتی	پوتری
پوتھی (لہسن کی)	پوتی
مینڈھا	پوٹلا
چُکنا	پھٹنا
بونا	پیرنا
پیداوار	پیک
کچھوا	تانبیل
ڈاک خانہ	ٹپہ خانہ
چٹکی یا چٹکیاں لینا	چمٹی لینا
چوراہا	چورستہ
چارطرف	چوطرف
چوکور	چارکونی
دن دہاڑے	دن دیوالے
دودھ دوہنا	دودنتھارنا
دہلیز	دھلیج
بایاں	ڈاواں
ڈھیر	ڈھگار

راتوں رات	راتے رات
سیتا پھل	سیتافل
ستیاناس	ستے ناس
سمدھیانا	سمداوا
تیلی	کاڑی
ٹھیکا	گُتہ
پردہ کرنا	گوشہ ہونا
گوالا	گولی
گوالن	گولن، گولنی
کنکھجور	گوم
گوہ	گھوڑ پھوڑ
لو	لوکی
موٹھ	مُٹ
مریل	مرتنگڑا
جھری	جھڑلی

حوالے :

ا۔ یہاں آٹھ آٹھ آسورونا‘‘ حیدرآبادی لب و لہجے کے تحت کہا جاتا ہے ان کہنے والے کے ذہن میں یہ الفاظ اوران سے واضح نہیں ہوتے ہیں۔

اختتامیہ

قطب شاہی سلطنت کے پانچویں حکمران محمد قلی قطب شاہ کا ۱۵۹۱ء میں بسایا ہوا شہر حیدرآباد اپنی عمدہ تہذیب اور مخصوص لب و لہجے کے لیے جانا جاتا ہے۔ حیدرآبادی اردو سے مراد شہر حیدرآباد میں بولی کی سطح پر استعمال ہونے والی اردو زبان ہے۔ شہرِ حیدرآباد میں مختلف علاقوں، تہذیبوں، مذہبوں اور ایک سے زیادہ زبانوں کے بولنے والے بستے ہیں، جن کی وجہ سے خالص دکنی اردو جو قدیم حیدرآباد میں بولی کی سطح پر استعمال کی جاتی تھی وہ آج ان تمام رنگوں میں گھل مل کر معیاری اردو سے الگ اپنا ایک نیا رنگ اختیار کر چکی ہے جسے دوسرے لفظوں میں دکنی اردو تا معیاری اردو کا سفر کہا جا سکتا ہے۔ اس کے امکانات زیادہ دکھائی دیتے ہیں کہ یہ زبان مستقبل میں اپنی ایک اور الگ شناخت کے ساتھ اُبھرے۔

حیدرآبادی اردو، غیر اردو داں طبقے میں بھی اتنی ہی مقبول ہے جتنی اردو داں طبقے میں ہے۔ تاہم یہ بات ہمیں یہاں یاد رکھنی چاہیے کہ اب اس مقبولیت میں کمی دیکھی جا رہی ہے۔ اس کی بڑی وجہ باہر سے آ کر حیدرآباد میں بسنے والوں کی تعداد میں ہونے والا روزانہ اضافہ ہے۔ یہ لوگ باہر سے اپنے ساتھ اپنی زبان اور اپنا لب ولہجہ لے کر آتے ہیں جو حیدرآبادی اردو سے میل نہیں کھاتا۔ اطراف و اکناف کے علاقوں میں جو قریب ترین علاقہ ہے وہ آندھرا کا علاقہ ہے جہاں کی زبان خالص تلگو ہے۔ یہ لوگ حیدرآباد میں اردو بولنے کی کم کوشش کرتے ہیں اور کرتے بھی ہیں تو وہ حیدرآبادی

اردو کے لب و لہجے تک نہیں پہنچ پاتے۔اسی طرح شمالی ہند سے آ کر بسنے والی نئی نسل جو انفرمیشن ٹکنالوجی کے سیکٹر میں کام کرتی ہے، حیدرآبادی اردو سے استفادہ ضرور کرتی ہے مگر اپنے لب و لہجے کو چھوڑ نہیں پاتی۔علاوہ ازیں، ان کی زبان پر انگریزی الفاظ کی بھرمار ہوتی ہے، جس کی وجہ سے حیدرآبادی اردو کی کوئی شناخت باقی نہیں رہتی۔

شہر حیدرآباد میں حیدرآبادی اردو کے بعد اگر کوئی دوسری زبان زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے تو وہ تلگو ہے۔تلگو اب تلنگانہ کی سرکاری زبان بھی ہے۔مگر اہلِ زبان جانتے ہیں کہ شہرِ حیدرآباد کی تلگو معیاری تلگو نہیں ہے۔ یہاں کی تلگو میں وہ چاشنی نہیں ہے جو آندھرا کے علاقے میں بولی جانے والی تلگو میں ہوتی ہے۔اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہاں کی تلگو میں اردو اور خاص کر حیدرآبادی اردو کے الفاظ، جملے اور لب ولہجہ کا اتنا اثر ہے کہ وہ اردو جیسی زبان لگتی ہے۔ ہماری تحقیق میں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اردو کے کچھ ایسے الفاظ جو اب اردو والے بھی کم کم ہی استعمال کرتے ہیں، حیدرآبادی تلگو میں استعمال ہوتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔اردو والوں اب ان کی جگہ پر انگریزی کے الفاظ استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔

تلگو کے علاوہ حیدرآباد میں مرہٹی زبان کے الفاظ بھی مستعمل ہیں۔ چوں کہ کسی زمانے میں مہاراشٹر کا ایک حصہ ریاستِ حیدرآباد میں شامل تھا، مرہٹی کے اثرات کا یہاں کی زبان پر پڑنا ازبس لازمی تھا۔مرہٹی کے علاوہ حیدرآباد کے وہ علاقے جو موجودہ صوبۂ کرناٹک سے ملحق ہیں یا جو کبھی ریاستِ حیدرآباد کا اٹوٹ حصہ تھے وہاں کنڑ کا اثر پایا جاتا ہے۔ وہاں کے لوگ حیدرآباد آ کر بس جاتے ہیں تو وہ اپنے ساتھ اپنی زبان بھی لے آتے ہیں۔ان زبانوں کے علاوہ عربی اور فارسی کے اثرات بھی حیدرآبادی اردو میں دیکھے جاتے ہیں۔کبھی وہ وقت بھی تھا جب حیدرآباد میں عربی مہینوں کے ساتھ ساتھ فارسی مہینوں

کے نام بھی لیے اور لکھے جاتے تھے۔آج اس صورتِ حال میں کافی حد تک کمی آچکی ہے۔

۲/ جون ۲۰۱۴ءکو آندھرا پردیش دو آزاد صوبوں میں منقسم ہو گیا۔قبل ازیں، ایک ہی صوبے کی صورت میں یہاں دونوں صوبوں کے لوگ مل جل کر رہتے تھے۔آندھرا پردیش کے جو اردو بولنے والے یہاں بستے ہیں، ان کی اردو اور حیدرآبادی اردو میں بھی خاصا فرق دیکھا گیا ہے۔یہ فرق نہ صرف الفاظ ،لب و لہجے بلکہ جملوں کی ساخت کی سطح پر بھی نظر آتا ہے۔آندھرا پردیش کے رائل سیما اور سرکار علاقوں سے آنے والے باشندوں اور تلنگانہ اور خاص طور پر حیدرآبادیوں کی اردو میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔اس میں بھی سرکار علاقے اور رائل سیما کے علاقے کے لوگوں کی زبان میں فرق ہوتا ہے۔یہ فرق اُس وقت زیادہ نمایاں ہوتا ہے، جب یہ لوگ حیدرآبادی اردو میں اپنے مدعا کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔

انگریزی زبان کا اثر عالمگیر صورت اختیار کر چکا ہے۔اس کے اثر سے قدیم اور کلاسیکی زبانیں تک نہیں بچ سکی ہیں۔اردو پر بھی اس کا خاصا اثر پڑا ہے۔حیدرآبادی اردو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ پچھلے بیس برسوں سے حیدرآباد، انفرمیشن تکنالوجی کا مرکز بنتا جا رہا ہے۔یہاں آئے دن کوئی نہ کوئی نئی کمپنی یا انڈسٹری کھلتی ہے جس میں کام کرنے والے عموماً غیر حیدرآبادی انگریزی کے تعلیم یافتہ نوجوان ہوتے ہیں۔علاوہ ازیں، کمپیوٹر کی تعلیم اور انٹرنیٹ کے استعمال کی کثرت کی وجہ سے انگریزی الفاظ ،فقروں اور جملوں کا استعمال بڑھ گیا ہے۔ہماری تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ حیدرآباد کو تین علاقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ایک وہ علاقہ جہاں آج بھی قدیم حیدرآبادی اردو اپنی اصلی صورت میں موجود ہے۔دوسرا علاقہ وہ ہے جہاں قدیم حیدرآبادی آ کر بس گئے ہیں جو حیدرآبادی اردو انگریزی کے اثر سے بولتے ہیں اور تیسرا علاقہ وہ ہے جہاں صرف اردو، ہندی اور انگریزی سے ملی جلی زبان بولی جاتی ہے۔شہرِ حیدرآباد کے ان

تین علاقوں میں تین طرح کی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ تاہم یہ بھی ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ ان زبانوں پر حیدرآبادی اردو کا اثر نمایاں ہے۔

کسی بھی زبان کے لیے لوک گیتوں کا سرمایہ بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ شہرِ حیدرآباد اور اطراف و اکناف کے قریوں میں جو لوک گیت گائے جاتے ہیں، ان پر حیدرآبادی اردو کا اثر صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ کسی زمانے میں حیدرآباد میں شادی بیاہ، چھلہ چھٹی اور دوسری تقاریب میں ڈھولک کے گیت گائے جاتے تھے اور یہ روز کا معمول تھا۔ ان گیتوں کی خاص بات یہ تھی کہ یہ گیت حیدرآبادی اردو میں ہوتے تھے اور حیدرآبادی لب و لہجے کے ساتھ گائے جاتے تھے۔ آج بھی کہیں کہیں تقاریب میں یہ گیت سننے کو مل جاتے ہیں۔ تاہم اب زمانے کا مذاق بدل چکا ہے۔ آج لوگ انگریزی موسیقی کو پسند کرنے لگ گئے ہیں اور تقاریب میں ڈی۔ جے وغیرہ کو ترجیح دی جارہی ہے۔ البتہ حیدرآباد سے متصل قریوں میں آج بھی ڈھولک گیت گائے جاتے ہیں۔

حیدرآبادی اردو کا لسانی مطالعہ اپنی جگہ پر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس مطالعے سے اردو کا ایک علاقائی روپ سامنے آتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حیدرآبادی اردو، صوتیاتی، صرفیاتی، نحویاتی اور معنیاتی سطحوں پر معیاری اردو سے کافی مختلف ہے۔ علاوہ ازیں، حیدرآبادی اردو کے محاورے، ضرب الامثال اور روزمرّہ بھی قدرے مختلف ہے۔ نیز حیدرآبادی اردو پر دوسری زبانوں مثلاً مرہٹی، تلگو، عربی، فارسی اور سنسکرت وغیرہ کے اثرات کا مطالعہ بھی نئے نتائج سامنے لاتا ہے۔

جہاں تک حیدرآبادی اردو کے صوتیاتی مطالعے کا تعلق ہے، اس میں تخفیفِ صوت، حذفِ صوت، اضافۂ صوت، تبدیلئ صوت کے علاوہ انفی آوازوں کا استعمال، حروف میں تقدیم و تاخیر کا رجحان،

مصوتوں اور مصمتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تبدیلی، عدم ہکاریت، اضافہ ہکاریت ، اعراب کا اضافہ اور مشدّد الفاظ کا استعمال دیکھا گیا ہے۔اس مطالعے سے حیدرآبادی اردو کی انفرادیت سامنے آتی ہے۔

کسی زبان کا صرفیاتی مطالعہ اس زبان کی انفرادیت کو متعین کرنے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ صرفیات لسانیات کی وہ شاخ ہے، جس میں کسی زبان کی چھوٹی سے چھوٹی بامعنے اکائی کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔حیدرآبادی اردو کے صرفیاتی مطالعے سے اس کی انفرادیت کا اظہار ہوتا ہے۔حیدرآبادی اردو کے اسماء، ضمائر، صفات اور افعال وغیرہ معیاری اردو سے قریب ہونے کے باوجود وہ آپ اپنی شناخت رکھتے ہیں۔

جہاں تک حیدرآبادی اردو کے نحویاتی مطالعہ کا تعلق ہے، اس سے بھی یہ بات محقق ہوجاتی ہے کہ حیدرآبادی اردو معیاری اردو سے کہیں کہیں بہت الگ ہوجاتی ہے۔علی الخصوص ضمائرِ موصولہ کی جگہ پر ضمائرِ استفہام کا استعمال جو دروازی زبانوں کی خصوصیت ہے، حیدرآبادی اردو میں جوں کا توں پایا جاتا ہے۔جملوں میں مبتدا اور خبر کی تقدیم وتاخیر سے بھی حیدرآبادی اردو مختلف ہوجاتی ہے۔جملوں میں مخصوص حیدرآبادی فقروں کی شمولیت سے بھی یہاں کی اردو میں نحویاتی سطح پر تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

معنیاتی سطح پر حیدرآبادی اردو میں بے شمار الفاظ ایسے ہیں جو اپنے لغوی یا معیاری معنوں سے ہٹ کر استعمال ہوتے ہیں۔ دوسری زبانوں کی طرح یہاں کی اردو میں بھی الفاظ اپنے مخصوص و متعین معنوں میں استعمال ہوتے ہیں جو عام معنوں سے ہٹ کر ہوتے ہیں۔ معانی میں وسعت کا پیدا ہونا زبان کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

حیدرآبادی اردو کے لسانی مطالعے کا ایک حصہ وہ الفاظ بھی ہیں جو سوائے شہر حیدرآباد یا اُس کے مضافات کے کہیں اور نہیں بولے جاتے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس طرح کے زیادہ سے زیادہ الفاظ اکھٹا کریں اور ان کو اس مقالے میں پیش کریں۔

حیدرآبادی اردو کے اس سماجی اور لسانی مطالعے سے اس کے مستقبل کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔ حیدرآبادی اردو کی پہچان اس کا میٹھا لب ولہجہ ہے جو اب بھی اپنا جادو جگاتا ہے۔ البتہ آزادی کے بعد جو سماجی، سیاسی، تعلیمی اور معاشی تبدیلیاں آئیں، ان کی وجہ سے بولی کی سطح پر کافی تبدیلیاں آچکی ہیں اور تبدیلی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ مستقبل میں حیدرآبادی اردو کی جو شکل اُبھرے گی وہ انگریزی نما ہوگی جو حیدرآبادی لب و لہجے میں ادا کی جائے گی۔

کتابیات

کتابیات

نشان سلسلہ	مصنف	کتاب کا نام	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	اختر حسین اختر	لسانیات کی الف بے	خطیب پرنٹرس، خاص بازار، احمد آباد	دسمبر ۱۹۹۱ء
۲	اعجاز فرخ، علامہ	حیدرآباد شہر نگاراں	ادارہ سیاست، حیدرآباد، انڈیا	
۳	اقبال جہاں قدیر	حیدرآباد کی مشترکہ تہذیب	لکی پریس، چھتہ بازار، حیدرآباد	فروری ۱۹۸۵ء
۴	اقتدار حسین، ڈاکٹر	لسانیات کے بنیادی اصول	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	۱۹۸۵ء
۵	امیر اللہ خاں شاہین، ڈاکٹر	جدید اردو لسانیات	چغتائی پبلیشرز، ۶۷، مفتی اسٹریٹ میرٹھ	جون ۱۹۸۳ء
۶	خلیل بیگ مرزا، ڈاکٹر	اردو کی لسانی تشکیل	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	۲۰۰۰ء
۷	خواجہ معین الدین عزمی	حیدرآباد ماضی کے جھروکوں میں		
۸	ڈیوڈ کرسٹل	لسانیات کیا ہے؟	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۲۰۱۰ء
۹	رام اسرار راز، ڈاکٹر	اردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ	جمال پرنٹنگ پریس، جامع مسجد، دہلی	۱۹۷۵ء
۱۰	شمشاد زیدی	اردو زبان کا صوتیاتی تجزیہ	حسنہ پبلی کیشنز، پٹیالہ	۱۹۸۵ء
۱۱	شوکت سبزواری، ڈاکٹر	اردو لسانیات	اسرار کریمی پریس، الہ آباد	۱۹۷۵ء
۱۲	شوکت سبزواری، ڈاکٹر	لسانی مسائل	کوہ نور پریس، دہلی	
۱۳	طیبہ بیگم	میرا حیدرآباد	ریاض پرنٹرز وارد و گرافک سنٹر، چھتہ بازار، حیدرآباد	جنوری ۲۰۰۴ء
۱۴	عبدالحق، مولوی	اردو صرف ونحو	انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی	۲۰۰۱ء

نشان سلسلہ	مصنف	کتاب کا نام	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۵	عبدالستار دلوی، پروفیسر	اردو زبان اور سماجی سیاق	اشوک پرنٹنگ پریس، کھیت واڑی، بمبئی	۱۹۹۲ء
۱۶	عبدالسلام، ڈاکٹر	عمومی لسانیات، ایک تعارف	رائل بک کمپنی، کراچی	۱۹۹۳ء
۱۷	عصمت جاوید، ڈاکٹر	لسانیاتی جائزے	امیج پرنٹرس، منظور پورہ، اورنگ آباد	۱۹۷۷ء
۱۸	فضل الحق، ڈاکٹر	اردو لسانیات	جمال پرنٹنگ پریس، دہلی	طبع دوم ۱۹۸۱ء
۱۹	گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر	اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو	آزاد کتاب گھر، کلاں محل دہلی ۶	۱۹۶۱ء
۲۰	گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر	اردو زبان ولسانیات	رام پور رضا لائبریری	۲۰۰۶ء
۲۱	گیان چند جین، ڈاکٹر	لسانی مطالعے	ترقی اردو بیورو، نئی دہلی	۱۹۷۹ء
۲۲	گیان چند جین، ڈاکٹر	عام لسانیات	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۲۰۰۳ء
۲۳	محبوب عالم خاں، ڈاکٹر	اردو کا صوتی نظام	ایس ٹی پرنٹرز، گولمنڈی، روالپنڈی	۱۹۹۷ء
۲۴	محی الدین قادری زور، ڈاکٹر	ہندوستانی لسانیات	نسیم بک ڈپو، لاٹوش روڈ لکھنو	۱۹۷۸ء
۲۵	مسعود حسین خاں ترجمہ وترتیب: مرزا خلیل احمد بیگ	اردو لفظ کا صوتیاتی اور تجز صوتیاتی مطالعہ	شعبہ لسانیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ	۱۹۸۶ء
۲۶	مظفر شہ میری، پروفیسر	کاوش فکر	معراج پبلی کیشنز، حیدر آباد	۲۰۰۹ء
۲۷	نذیر حسن	تعلیم زبان کے لسانیاتی پہلو	بھاشا اکیدمی، پٹیالہ	۱۹۷۷ء
۲۸	نصیر احمد خاں	اردو لسانیات	اردو محل پبلی کیشن، نئی دہلی	۱۹۹۰ء

نشان سلسلہ	مصنف	کتاب کا نام	مقام اشاعت	سن اشاعت
۲۹	مہاراج کرشن کول بیگ احساس	دکنی اردو لغت	اردو ٹیچنگ اینڈ ریسرچ سنٹر، لکھنو	۲۰۱۲ء
۳۰		گلمز آف دی نظامس ڈومینین تاریخ قلمرو نظام	ناشرانہ اہتمام ادارہ سیاست، حیدرآباد	۱۸۹۹ء

رسائل

نشان سلسلہ	رسالے کا نام	مہینہ و سال	مقام اشاعت
۱	آج کل	جون ۲۰۰۵ء	بزنس منیجر پبلیشکنز ڈویژن، پٹیالہ، ہاؤس، نئی دہلی
۲	آج کل	اپریل ۲۰۰۶ء	ایضاً
۳	اردو ادب	جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۰۳ء	انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی
۴	اردو ادب	اپریل، مئی، جون ۲۰۰۶ء	ایضاً
۵	اردو بک ریویو	فروری ۱۹۹۸ء	عالمی کتاب میلہ، نئی دہلی
۶	اردو دنیا	نومبر ۲۰۰۶ء	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی
۷	اردو دنیا	مارچ ۲۰۰۷ء	ایضاً
۸	اردو دنیا	مئی ۲۰۰۷ء	ایضاً

نشان سلسلہ	رسالے کا نام	مہینہ و سال	مقام اشاعت
۹	سب رس	مئی ۱۹۸۹ء	ادارہ ادبیات اردو، حیدر آباد
۱۰	شاعر	اگست ۱۹۷۱ء	دینا ناتھ بلڈنگ پی۔بی مار، بمبئی
۱۱	قومی زبان	مئی و جون ۱۹۸۲ء	اردو اکیڈمی، آندھرا پردیش
۱۲	قومی زبان	ستمبر ۱۹۸۲ء	ایضاً
۱۳	کتاب نما	اپریل ۲۰۰۶ء	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵
۱۴	نقوش	جولائی ۱۹۶۲ء	ادارۂ فروغ اردو، لاہور
۱۵	نقوش	جون ۱۹۶۳ء	ایضاً

DEPARTMENT OF URDU
SCHOOL OF HUMANITIES
UNIVERSITY OF HYDERABAD

CERTIFICATE

This is to certify that I, **RAZIA BEGUM** have carried out the research embodies in the present dessertation titled **"HYDERABADI URDU KA SAMAAJI O LISAANI MUTALIA"** for the full period time prescribed under the Ph.D ordinance of the University.

I declare to the best of my knowledge that no part of this dissertation was earlier for the award of Research Degree of any university.

Head
Department of Urdu

Signature of the Supervisor

Dean
School of Humanities

DECLARATION

I, **RAZIA BEGUM** here by Declare that this thesis entitled **"HYDERABADI URDU KA SAMAAJI O LISAANI MUTALIA"** Submitted by me under the guidance and supervision of professor/ Dr.**K. MUZAFFER ALI (SHAHMIRI)**, is a bonafied research work which is also free from plagiarism. I also that it has not been submitted previously in part or in full to this University or many other University or Institution for the award of any degree or diploma. I hereby agree that my thesis can be deposited in shodganga/INFLIBNET.

Date: Name : **Razia Begum**

Signature of the Student

Regd. No:

Signature of the Supervisor

HYDERABADI URDU KA SAMAAJI O LISAANI MUTALIA

DISSERTATION

Submitted to the University of Hyderabad, in partial fulfilment of Requirement for the award of the Degree of

DOCTOR OF PHILOSOPHY

IN URDU

SUBMITTED

BY

RAZIA BEGUM

M.A,M.Phil

SUPERVISOR

Prof. K. MUZAFFER ALI SHAHMIRI

HEAD, DEPT. OF URDU

DEPARTMENT OF URDU

SCHOOL OF HUMANITIES

UNIVERSITY OF HYDERABAD

HYDERABAD - 500046

2015